يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة الا بامارة (دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ
حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 11 | جمعۃ المبارک 21 تا 27 مارچ 2014 | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

جماعت اہلحدیث پاکستان

کی مجلس عاملہ وشوریٰ کا اجلاس

حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ کا اجلاس مورخہ 23 مارچ 2014ء بروز اتوار صبح 9:00 بجے مرکزی دفتر جامع مسجد قدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں طلب کرلیا ہے۔ ارکان کو انفرادی دعوت نامے ارسال کئے جارہے ہیں تاہم کسی وجہ سے اگر کسی رکن کو دعوت نامہ نہ مل سکے تو اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے پابندیٔ وقت کے ساتھ تشریف لائیں۔

(واجرکم علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ)

ایجنڈا

1. موجودہ ملکی صورتحال پر جماعت اہلحدیث کا موقف
2. گذشتہ سال کی تبلیغی مساعی
3. آئندہ سال کے لیے تبلیغی وتنظیمی ہدف
4. دیگر امور باجازت حضرت الامیر

منجانب

پروفیسر میاں عبدالمجید
ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان
0301-7429291

مزید معلومات کے لیے مرکزی دفتر 0300-8001913 0423-7656730

درس حدیث — حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

((عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ)) قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: ((صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھیں نماز، روزہ اور صدقہ سے درجہ کے اعتبار سے افضل چیز کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرامؓ نے کہا ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا وہ تمھارا آپس میں باہمی ملاپ اور محبت پیدا کرنا ہے کیونکہ باہمی اختلاف تباہی کا سبب ہے۔[سنن ترمذی باب سوء ذات البین ھی الحالقۃ جزء7ص163رقم الحدیث:2509]

امن انعام باری تعالیٰ میں سے ایک ہے۔ اسی بنا پر لوگوں میں خوشحالی اور زندگی اطمینان بخش ہوتی ہے اور معاشرہ کا ہر فرد اپنی جان، مال اور اہل وعیال کے بارہ میں بے فکر ہو کر اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے۔ اس کے برعکس بدامنی کی صورت میں فرائض کی کما حقہ ادائیگی تو دور کی بات ہے انسان اپنے مال، جان اور عزت کو بھی محفوظ نہیں سمجھتا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں چیزوں کی حرمت کو مکہ مکرمہ کی حرمت کے برابر قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا)) ''یقیناً تمھارے خون، تمھارے مال اور تمھاری عزتیں بھی اسی طرح حرمت والی ہیں جس طرح تمھارا یہ دن تمھارے اس مہینے اور اس شہر میں حرمت والا ہے۔'' [بخاری بشرح الکرمانی کتاب المغازی باب حجۃ الوداع ج16ص140رقم الحدیث:4406] ان چیزوں کی سلامتی قیام امن کے ساتھ ہی معلق ہے کیونکہ امن بھی ایک نعمت باری تعالیٰ ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْ أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝﴾ پس وہ اس رب کے گھر کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک میں کھلایا اور خوف سے امن دیا۔ [القریش:۳، ۴] اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رزق، امن کے ساتھ صحت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهِ آمِنًا فِيْ سِرْبِهِ عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا)) جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ صحت مند اور حالت امن میں ہو، اس کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو تو اس کے لیے پوری دنیا کو جمع کر دیا گیا ہے۔ [سنن ترمذی باب من بات آمنا فی سربہ جزء7ص79رقم الحدیث:2346] اس سے ثابت ہوا کہ امن بذات خود اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کا حصول باہمی محبت اور الفت سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی محبت کو درجہ اور مقام کے لحاظ سے نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل قرار دیا ہے۔ [بقیہ ص:12]

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور
مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

ادار یہ — پروفیسر میاں عبدالمجید

برصغیر میں اسلام اور صوفی ازم

لاہور میں 9 مارچ کو ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی ہدایت پر ان کی تنظیم نے صوفیاء کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس موقع پر صوفیوں کا امتیازی نشان محفل سماع بھی منعقد کی گئی اور ملک بھر سے اچھے قوال منگوا کر عارفانہ کلام سے ان کے دل ودماغ کو سرشار اور جسم کو تھر کنے پر مجبور کر دیا۔ اس سے قبل جب پرویز مشرف صدر پاکستان تھے تو انھوں نے بھی صوفیوں کی کونسل بنائی، موصوف خود اس کے صدر اور شجاعت حسین کو سیکرٹری جنرل بنایا تھا۔ پاکستان میں رہتے ہوئے الطاف حسین کا اسلام سے تعلق یا اس کی سیرت وکردار بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بچہ بچہ ان سے بھی اور ان کی تنظیم کے کارناموں سے بھی بخوبی واقف ہے۔ اخبارات ''اُمت'' کراچی نے اپنی دس مارچ کی اشاعت میں صوفی الطاف حسین کے جو کارٹون شائع کئے ہیں ان کے عنوانات سے ہلکی سی جھلک اس صوفی صاحب کے نامہ اعمال کی دیکھی جا سکتی ہے۔ پہلا عنوان یہ ہے'' پیر چرم قربانی چھین'' دوسرا'' بوری والی سرکار'' تیسرا'' پیر الطاف حسین بھتوی'' چوتھا عنوان ہے'' پیر بھگوڑا شریف لندن والے'' برطانیہ میں عیسائیوں کی گود میں پناہ گزیں مجرم پر مذہبی بھوت سوار ہوا تو پاکستان میں صوفیاء کانفرنس منعقد کروا ڈالی۔ کیونکہ یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں سے شمشیر اسلام اور جہاد کا خوف دور کرنے کے لیے یہ بہترین ٹانک ہے۔ مشرف جس کی اسلام دشمنی، مسلمان دشمنی، وطن دشمنی، شرافت، پاکیزگی، شرم وحیاء دشمنی سے وطن عزیز کا بچہ بچہ واقف ہے۔ افغان مسلمانوں پر نیٹو افواج کی بمباری کے لیے وطن عزیز کے ہوائی اڈے اس کے حوالے کئے۔ یہود ونصاریٰ کی افواج کو لاجسٹک سپورٹ کے نام پر ہر قسم کی فوجی مدد مہیا کی۔ ان کے کنٹینروں کو کراچی سے افغان بارڈر تک مفت راہداری مہیا کر کے ملک کی اربوں روپے سے تعمیر سڑکوں کو تباہ وبرباد کر دیا۔

پاکستان پر حملوں کے لیے ایک معاہدے کے تحت امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دی۔ جامعہ حفصہ کے تمام معاملات صلح وغیرہ سے طے پانے کے بعد محض یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کے لیے معصوم دینی طالبات کو فاسفورس بموں سے بھسم کیا۔ جس بدبخت عیاش رنگیلے نے پاکستان کے مؤقر ترین ایوان صدر کو'' اس بازار'' کا ہم معنی بنایا۔ اس نے بھی اسلام دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے صوفیاء کونسل تشکیل دے کر اس کے منصب صدارت پر خود فائز ہو بیٹھا۔ میرے خیال میں صوفیاء کے ماضی، حال اور مستقبل کا تعارف کرانے کے

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الانعام	7
امریکی جنگ، جمہوریت کیلئے......	9
مسئلہ نکاح وطلاق	13

زر تعاون

فی پرچہ ...... 10 روپے
سالانہ ...... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

لیے صوفیوں کے صدر پرویز مشرف کی ذات ہی کافی ہے اور انھوں نے اپنی سیرت و کردار اپنی کتاب میں خود ہی بیان کر دیا ہے۔ پاکستان کے ان دو صوفیوں کے بعد میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ماضی میں بھی صوفیوں کی اسلام دوستی یا دشمنی کے بارے میں اپنے قارئین کو آگاہ کروں۔

برصغیر میں ہر پکی قبر پر سالانہ میلے کے موقع پر مقررین کی زبان سے ایک فقرہ بار بار سننے کو ملتا ہے "برصغیر میں اسلام صوفیاء کے ذریعے پھیلا" اس لیے اس خط میں صوفیاء کے کردار کے بارے میں انتہائی اختصار کے ساتھ محض چند حوالوں پر اکتفا کروں گا۔ ورنہ اس اس گروہ ملامیہ کے بارے میں سینکڑوں ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہیں۔ ان کی کرامات کی من گھڑت داستانیں نہ تو کسی دینی رسالہ میں شائع کی جاسکتی ہیں نہ کوئی شریف انسان اُن کو اپنے قلم یا زبان پر لاسکتا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان پختہ قبروں والوں کے تو نام بھی ایسے ہیں کہ ان سرکاروں کے نام بھی زبان پر نہیں لائے جاسکتے۔ جو انتہائی کم وزن کے نام ہیں ان میں سے چند ایک نام تحریر ہیں ان سے آگے کی سرکاروں کے میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ مجھے اپنے انتہائی محترم و مشفق مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب سے ڈر لگتا ہے کوئی اور تعاقب کرے یا نہ کرے مولانا محبت کے تازیانے سے میری خبر ضرور لیں گے۔ نام ملاحظہ فرمائیں: "پیر صاحب کا کی تاڑ" "بھر چونڈی شریف" "سیلی سرکار" "پیر دھنکا" "گھوڑے شاہ" "کانواں والی سرکار" "مادھولال حسین" لال حسین صوفی تھے اور مادھو وہ ہندو لڑکا تھا جس سے صوفی صاحب عشق فرماتے تھے اور کرامت یہ بیان کی جاتی ہے کہ لال حسین کے عشق نے ہندو کو بھی مسلمانوں کا بزرگ بناڈالا۔ "شاہ دولہ" جو چوہے بناتا ہے اس سے اگلے نام لکھنے سے قلم قاصر ہے۔ ان صوفیاء کے بارے میں پہلے شیخ علی ہجویری کا تبصرہ جو آبِ کوثر کے صفحہ 81 پر درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: "خداوند بزرگ و برتر نے ہمیں اُس زمانے میں پیدا کیا ہے جب لوگوں نے ہذیانِ طبع کا نام معرفت نفسیاتی باتوں اور دل کی حرکتوں کا نام محبت خدا کے راستے سے بے دین ہونے کا نام فقر حق تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا نام فنافی اللہ اور ترکِ شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے" صوفیاء کا ابتداء سے ہی یہ مذہب رہا ہے کہ تمام مذاہب کو ملا کر ایک ملغوبہ تیار کیا جائے جو ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں سب کے لیے قابلِ قبول ہو اس کے لیے شریعت کی پابندیوں کو ہٹانے کے لیے طریقت، حقیقت، معرفت کے خود ساختہ پیمانے بنائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ختم کر کے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا کہ ہر چیز کے اندر اللہ تعالیٰ اور خود صوفی نے بھی دعویٰ کیا کہ میرے اندر اللہ تعالیٰ اور میں خود اللہ بن گیا ہوں۔ منصور حلاج "انا الحق" کہنے میں اکیلا نہیں ہے بلکہ بلھے شاہ نے بھی

رانجھا رانجھا کر دی میں آپے رانجھا ہوئی
آکھونی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھے کوئی

یعنی رانجھے سے مراد محبوب یعنی رب العالمین ہے۔ آبِ کوثر میں تفصیل سے لکھا ہے کہ صوفیاء کیسا اسلام برصغیر میں رائج کرنا چاہتے تھے۔ ہندوستان میں کئی ایسے بزرگوں کا ظہور ہوا ہے۔ جنھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد کو ملانا چاہا۔ اور تذکرہ اولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ کبیر حضرت تقی سہروردی کے خلیفہ تھے۔ اپنی ولایت کو طریقہ ملامتیہ میں چھپایا ہوا تھا۔ ہندو مسلم دونوں گروہ آپ کے معتقد تھے اور ہر ایک آپ کو اپنے میں شمار کرتا تھا۔

سلطان سخی سرور کے بارہ میں میں لکھا ہے کہ پنجاب میں شائد ہی کوئی اہل اللہ ہوگا جس کے اس کثرت سے ہندو معتقد ہوں۔ بلبل عالم سید نظیم ولی کے مزار کے زائرین میں ہندو مسلم دونوں قوموں کے لوگ ہوتے ہیں بلکہ ہندو زائرین کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ سہروردی سلسلہ کے بارہ میں آبِ کوثر کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں کہ اس سلسلہ کے کئی بزرگ ملامتیہ اور بے شرع گروہ میں داخل ہو گئے۔ مثلاً شیخ بہاؤالدین زکریا کے خلیفہ لال شہباز قلندر، شیخ صدر الدین کے خلیفہ احمد معشوق احمد آباد کے شاہ موسیٰ سہاگ اسی طرح جو بے شرع رسول شاہی فرقہ شروع ہوا۔ اس کے بانی بھی ایک سہروردی بزرگ تھے۔ معین الدین چشتی کے مزار پر بھی ہندو زائرین کثرت سے ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مشہور صوفی بلھے شاہ کا فرمان

جے بجھ گیا ایں تے رولا کی
ایہہ رام رحیم تے مولا کی

یعنی ہندو رام کی پوجا کرتے ہیں وہ اپنے خالق کو رام کہتے ہیں۔ مسلمان الرحیم۔ پیر صوفی کہتا ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا ایک ہی مذہب ہے اس لیے ہندوؤں سے جھگڑا فضول ہے۔ بہاولپور کے سرکاری گزٹیئر میں لکھا ہے کہ پیر حاجی سید صدرالدین اکثر ہندوؤں میں رہتے تھے، ہندو انھیں مچھر ناتھ کہتے تھے۔ انھوں نے ایک کتاب ''دس اوتار'' نام سے لکھی ہے۔ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ''برہما'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''وشنو'' اور حضرت آدم علیہ السلام کو ''شیو'' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ تینوں ہندوؤں کے قابل پرستش اوتار ہیں۔ 1864ء میں بمبئی ہائیکورٹ میں انھیں صدرالدین کے بارے میں ایک مقدمہ لڑا گیا کیونکہ انھوں نے کافی جائیداد بنالی تھی۔ ان کے خوجے پیروکاروں کا موقف تھا کہ حضرت سنی العقیدہ تھے کیونکہ وہ اپنے پیروکاروں کے شادی بیاہ میں سنی علماء کو بلاتے تھے آغا خان اول کی طرف سے عدالت عالیہ میں انکشاف کیا گیا کہ پیر صدرالدین کو اسماعیلی امام وقت شاہ اسلام شاہ نے اس لیے داعی بنا کر بھیجا تھا کہ وہ لوگوں میں اسماعیلی عقائد پھیلائیں۔ انھوں نے تقیہ کرتے ہوئے اپنا اصلی مذہب چھپایا ہوا تھا۔ عدالت نے آغا خان اول کا موقف درست تسلیم کرتے ہوئے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا یوں بہت سے خوجے ان سے علیحدہ ہو کر سنی ہو گئے۔ طوالت کے خوف سے مختصراً صوفیاء کے پردے میں تعلیمات اسلامی کے مخالف لوگوں نے شریعت الٰہی سے انحراف کو دین بنا کر لوگوں میں پیش کیا۔ انھوں نے قبر پرستی، توہم پرستی، شرک و بدعات کو مسلمانوں میں داخل کیا۔ سماع اور قوالی کی آڑ میں وہ مزامیر جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں مزامیر (گانے بجانے کے آلات) کو توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں، اس کو رائج کیا۔

ہندوؤں کے برہموں کی طرح جیسے وہ دعوت میں کھانا کھانے سے پہلے اشلوک، بھجن وغیرہ مذہبی گیت گاتے ہیں۔ ختم درود شروع کیا جس طرح اپنے مردے جلانے کے بعد تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں کرتے ہیں مسلمانوں میں بھی رائج کیا۔ مردوں، عورتوں کی مخلوط مجلسوں میں قوالی اور راگ رنگ کے دوران بال کھیلنا اور مدہوشی بلکہ بیہوشی کا ڈرامہ رچا کر اپنے سارے کپڑے پھاڑ کر ننگے دھڑنگ ہو جانا اور اسی طرح قبروں پر ناگفتنی حرکات کرنی۔ عرس کے نام پر مردوں، عورتوں کا مخلوط مجمع اور شرکرد دھمالیں ڈالنا یہ صوفی ازم کے معمولی شعبدے ہیں اسی لیے اس طبقہ صوفیاء کے دروازے الطاف اور مشرف جیسے لوگوں نے کھولے ہیں۔ اس سے آگے میرا قلم حرکت نہیں کر سکتا ورنہ حرکتیں اور بھی بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو ان صوفیاء کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یارب العالمین

خوف الٰہی

اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کے خوف کی بنا پر آنسو بہانا جہنم سے آزادی کا بہترین سبب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے ڈر (خوف) کی وجہ سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ آئے۔ اللہ کے راستے میں غبار اور جہنم کا دھواں، یہ دونوں ایک مسلمان کے نتھنوں میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ [ترمذی] اسی طرح دوسرے مقام پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگوں کی آنکھیں جہنم کو نہیں دیکھیں گی۔ ایک وہ آنکھ جس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسو بہہ نکلے، دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے محفوظ رہی'' [طبرانی]

خوف الٰہی کے سبب اپنی آنکھوں سے آنسو بہانے والا مسلمان قیامت کے روز اُن خوش نصیبوں میں شامل ہوگا جنھیں اللہ رب العزت اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا جبکہ روز قیامت عرش کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''سات افراد ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ روز قیامت (جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا) اپنے عرش الٰہی کے سائے میں جگہ دے گا۔ اُن سات افراد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کا بھی ذکر فرمایا جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اُس کے ڈر کے سبب آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ [بخاری]

[انتخاب: حافظ عمر فاروق حسین، لاہور]

الاستفتاء

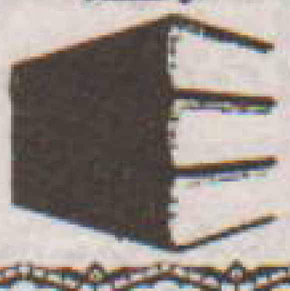

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ہبہ اور وراثت کی تقسیم کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک باپ جب فوت ہو جاتا ہے، اس کے ورثاء میں ایک بیوہ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں زندہ ہوتی ہیں باپ نے اپنی زندگی میں کچھ جائیداد تینوں بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی اور کچھ جائیداد اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دی تھی اور بیٹیوں کو دوسرے شرعی وارثان کی موجودگی میں یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی سوچ کے مطابق تم کو اپنی جائیداد میں سے حصہ دے دیا ہے۔ اب تم نے میرے مرنے کے بعد اپنے بھائیوں سے میری کسی بقایا چھوڑی ہوئی جائیداد سے اپنے حصے کا مطالبہ نہیں کرنا مگر باپ کا یہ کہنا صرف زبانی تھا کسی بیٹی سے ایسی کسی تحریر پر دستخط وغیرہ نہیں کروائے تھے۔ جب باپ فوت ہوتا ہے تو اس کے نام کچھ زرعی زمین ہوتی ہے۔ باپ کے فوت ہونے کے تین چار دن بعد بیٹے اپنی دونوں بہنوں کو ساتھ لے کر محکمہ مال اراضی کے دفتر برائے انتقال وراثت جاتے ہیں وہاں شرعی اور قانونی طور پر زرعی اراضی تمام جائز وارثان کے نام شرعی حصوں کے مطابق منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی موقع پر دونوں بہنیں اپنی رضامندی سے اپنے اراضی کے حصے سے دستبرداری کا اعلان کر کے سرکاری ریکارڈ میں اپنے دستخط کر دیتی ہیں، باپ کے فوت ہونے اور اپنے حقوق سے دستبرداری کے تقریباً 25 سال بعد ایک بہن اپنے بھائیوں سے کہتی ہے کہ جب میں نے زرعی اراضی سے اپنے حقوق سے دستبرداری کا اقرار اور اپنے دستخط کیے تھے۔ اس وقت میرے باپ کو فوت ہوئے تین چار دن ہی ہوئے تھے اس لیے میں ذہنی اور دماغی طور پر صدمہ کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھی اور میرے بھائی ہم دونوں بہنوں کو اسی حالت میں سرکاری دفتر لے گئے تھے میں اسی پریشانی کی وجہ سے اس وقت صحیح فیصلہ نہ کر سکتی تھی لہٰذا اب میرا اپنے بھائیوں سے مطالبہ ہے کہ میرا شرعی وراثت کا حصہ مجھے دیا جائے۔ یاد رہے اس مسئلہ میں ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ مذکورہ زمین ابھی تک سرکاری ریکارڈ یا موقع پر بھی بھائیوں نے تقسیم نہیں کی ہے، صرف کل زمین کی پیداوار کو تین حصوں میں تقسیم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا زمین کا مطالبہ کرنے والی بہن کا مطالبہ شرعی طور پر جائز ہے؟ اگر یہ ناجائز ہے تو بات ختم اور اگر جائز ہے تو پھر تقسیم کس طرح ہوگی؟ اور سابقہ تقریباً 25 سال کا حساب کیسے ہوگا؟ [سائل: نذیر احمد 0300-4358363]

الجواب بعون الوہاب: اسلام نے انسان کی رہنمائی اور معاشرہ میں قیام امن اور فتنہ وفساد کے خاتمہ کے سنہری اصول وضع کیے ہیں اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو زندگی کے تمام معاملات بخوبی سرانجام پاتے ہیں اور انسانی معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے نفرتوں کی جگہ محبتیں لے لیتی ہیں اور اگر ان سنہری اصولوں کی پاسداری نہ کی جائے تو پھر انسان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، اسی طرح ہمارے باہمی اختلاف کا سبب بھی اسلام کے مقرر کردہ اصولوں کو نظر انداز کرنا ہوتا ہے۔ اب ہم مذکورہ بالا سوال کو بھی اسی تناظر سے دیکھتے ہیں اس کے لیے بھی اسلام نے ایک ضابطہ اور اصول مقرر کیا ہے کہ انسان اگر اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرتا ہے تو اس میں اسے بیٹے اور بیٹیوں کے درمیان برابری کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد میں سے ایک بیٹے کو غلام دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دینے سے انکار کرتے ہوئے اسے فرمایا: اِعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ "تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔" [بخاری بشرح الکرمانی کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا باب الھبۃ للولد ج 11 ص 92 رقم الحدیث: 2587] اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وراثت میں اللہ

تعالی نے جو حصے مقرر کیے ہیں ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح انسان کی وفات کے بعد اس کی جائیداد کی تقسیم کے لیے یہ ضابطہ ہے: **یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین** اگر میت کی اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں ہوں تو بیٹے کو ایک اور بیٹی کو 1/2 حصہ ملے گا، اسی طرح اولاد کی موجودگی میں بیوی کو آٹھواں 1/8 حصہ ملے گا۔ اسی طرح اپنی رضامندی سے اگر کسی کو کوئی عطیہ دیا جائے تو پھر اس کو واپس لینا جائز نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَیْسَ مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَرْجِعُ فِیْ قَیْئِہٖ** ہمارے نزدیک سب سے بری مثال اس شخص کی ہے جو کسی کو عطیہ دے کر اسے واپس لیتا ہے جیسے کوئی کتا قے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔ [بخاری بشرح کرمانی باب لایحل لاحدان یرجع فی ھبتہ وصدقتہ ج 11 ص 108 رقم الحدیث: 2621] اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح قے کر کے اُسے دوبارہ کھانا حرام ہے اسی طرح کسی کو کوئی چیز عطیہ دے کر اسے واپس لینا بھی حرام ہے۔

صورت مسئولہ میں اگر والد نے اپنی زندگی میں جائیداد بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان برابر تقسیم کی تھی تو پھر اس پر ہبہ جائز اور شریعت کے مطابق تھا اور اگر اس میں برابری نہیں کی تو وہ ہبہ ناجائز اور ظلم پر مبنی تھا۔ ایسی صورت میں بیٹوں اور بیٹیوں میں ہبہ کی گئی تمام جائیداد باپ کی وراثت تصور ہوگی اور اس کو للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت ''بیٹے کو ایک اور بیٹی کو نصف'' تقسیم کیا جائے گا۔ اگر باپ کی وفات کے بعد اس کی کوئی بیوی زندہ تھی تو اس کا بھی 1/8 حصہ نکالا جائے گا۔ باقی رہا والد کا اپنی بیٹیوں کو زبانی کہنا کہ میں نے تمہیں حصہ دے دیا ہے اب تمہارا باقی ماندہ جائیداد میں کوئی حق نہیں یہ بھی شرعاً درست اور جائز نہیں اس لیے ان الفاظ (تم نے میرے مرنے کے بعد اپنے بھائیوں سے میری کسی بقایا چھوڑی ہوئی جائیداد سے اپنے حصے کا مطالبہ نہیں کرنا) کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں اور جو جائیداد بہنوں نے اپنی رضامندی سے اپنے بھائیوں کے نام منتقل کروادی تھی اب وہ اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتیں کیونکہ اُن کے لیے ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں۔ فقط

بقیہ: مسئلہ نکاح وطلاق

واضح رہے کہ فقہ حنفی کی رو سے بھی یہ مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ ہدایہ میں ہے کہ: ((**اذا تزوجها بشرط التحليل فالنكاح مكروه لقوله عليه السلام لعن الله المحلل و المحلل له**)) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا نکاح باطل ہے۔

[مقالات علمیہ دربارہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۳۳]

رسول اللہ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ نکاح رغبت اور خواہش سے ہوتا ہے دھوکہ سے نہیں ﴿ **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** ﴾ (البقرہ: ۲۳۰) میں تو ایک عام اصول بیان کیا گیا کہ اگر کسی مطلقہ سے کوئی شخص برغبت و خواہش بغیر مقصد حلالہ نکاح کرلے، پھر ذاتی وجوہ کی بنا پر ان میں تفریق ہو جائے یا مرد طبعی موت کا شکار ہو جائے تو عورت کے لئے واپسی کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ لیکن عمداً پیشگی منصوبہ بندی کر کے یہ سمجھ لینا کہ اب واپسی کا راستہ ہموار ہے، نفس کے دھوکے کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیا اتفاقاً رونما ہونے والے ہو اور عمداً طے شدہ پروگرام کے تحت کیے گئے کام میں کوئی فرق نہیں؟ کیا قتل خطا اور قتل عمد میں کوئی فرق نہیں، کیا بحالتِ روزہ بھول کر کھا پی لینے اور عمداً روزہ توڑنے میں کوئی فرق نہیں، کیا برادرانِ یوسف کا کہنا ﴿ **وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ** ﴾ (یوسف کو قتل یا غائب کردو اور پھر نیک بن جانا) درست اور صواب بات تھی؟

ایک طرف ملک کے عائلی قوانین کو خلاف شریعت کہنا اور دوسری طرف حلالہ کو ''شرعی حکم'' کہنے کے بعد اس پر عمل پیرائی کی راہیں بند کرتے ہوئے اس کو عملی جامہ پہنانے کی آماجگاہوں یعنی ''حلالہ سنٹرز'' کو تضحیک کہنا خود شریعت کی تضحیک کے مترادف ہے۔ فرمانِ باری تعالی ہے: ﴿ **وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا** ﴾ (البقرہ) اللہ کی آیات کی تضحیک نہ کرنا لہٰذا شرعی کام کی تضحیک کرنے والوں کو فوراً اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ نیز پھر شریعت کے عدم نفاذ کا گلہ حکومت پر کیا؟

☆.....☆.....☆

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 34)

﴿وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝﴾

"(پیدا کیے) اس نے چوپایوں میں سے بوجھ اٹھانے والے اور زمین سے لگے (چھوٹے قد والے) اللہ نے تمھیں جو رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۱۴۲) (اللہ نے) یہ آٹھ قسمیں (پیدا کی) ہیں دو بھیڑ میں سے اور دو بکری میں سے (اے نبی) کہہ دیجیے کیا اس (اللہ) نے نر حرام کیے ہیں یا دونوں کی مادائیں یا وہ بچے جو دونوں ماداؤں کے پیٹ میں ہوں؟ (درست) علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو (۱۴۳) گائیوں میں سے کہہ دیجیے کیا اللہ نے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں کی مادائیں یا وہ بچے جو ماداؤں کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے تمھیں یہ تاکیدی حکم دیا تھا پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا تاکہ وہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے، بیشک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا"

(۱۴۴)

مشکل الفاظ کے معانی

حَمُولَةً: وہ جانور جن پر سواری کی جائے

الضَّأْنِ: بھیڑ

الْمَعْزِ: بکری

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ذکر فرما کر توحید پر اسے بطور دلیل پیش کیا کہ ہر قسم کے پھلوں، فصلوں اور چوپایوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ حلال وہ ہے جسے اللہ نے حلال کیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا۔ ان آیات کریمہ میں مشرکین عرب کے جاہلانہ طرز عمل کی سخت الفاظ میں تردید کی گئی جنھوں نے از خود اشیاء کی حلت وحرمت اپنے پاس سے وضع کی اُسے جھوٹ بولتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے ہدایت سے محروم ہوئے۔

تشریح

﴿وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا﴾ انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ ان میں سے چوپائے بھی ایک نعمت ہیں چوپایوں میں سے بعض بوجھ اٹھانے والے ہیں اور بعض وہ ہیں جن پر وزن نہیں لادا جا سکتا جیسے اللہ تعالیٰ نے ﴿حَمُولَةً﴾ سے مراد وزن اٹھانے والے چوپائے اور ﴿فَرْشًا﴾ سے مراد وہ جانور ہیں جن کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔

عبدالرحمن بن زید اسلم فرماتے ہیں ﴿حَمُولَةً﴾ سے مراد وہ جانور ہیں جن پر تم سواری کرتے ہو اور ﴿فَرْشًا﴾ سے مراد وہ جانور ہیں جن کا گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہو جیسے بکری وزن نہیں اٹھا سکتی مگر تم اس کے گوشت کو کھاتے اور دودھ پیتے ہو اور اُس کے بالوں سے لحاف و بستر بناتے ہو۔ [طبری ج8 ص85]

﴿كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاؤ یعنی اللہ تعالیٰ نے پھلوں فصلوں اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور ان چیزوں کو اسی نے تمھارے لیے رزق بنایا ہے اور تمھیں شیطان کی اتباع سے بچنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاتے ہوئے مشرکین کی طرح اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار نہیں

دینا چاہیے۔ انھوں نے پھلوں اور فصلوں میں سے بعض چیزوں کو اپنے لیے از خود حلال اور حرام کر لیا تھا۔ کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور وہ لوگوں کو ہر قسم کے طریقے سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

﴿ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝﴾ نزول وحی سے قبل عرب کا معاشرہ مختلف قسم کی جہالتوں میں مبتلا تھا، اپنے جاہلانہ عقائد و نظریات سے مشرکین عرب نے بہت سی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کر لیا تھا اس سے بڑھ کر ظلم یہ کہ وہ اپنی اس جہالت اور کفر کی نسبت اللہ تعالی کی طرف منسوب کرتے کہ اس کا حکم ہمیں اللہ نے دے رکھا ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم ان چیزوں کو حرام وحلال کیسے قرار دیتے۔ انکے اس مشرکانہ اور جاہلانہ طرز عمل کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ان کی خود ساختہ پابندیوں کا عقلی محاسبہ کیا تاکہ ان پر ان کی جہالت اور نادانی کھل کر سامنے آجائے۔

اللہ تعالی نے پہلے آٹھ جوڑوں کا ذکر کیا یعنی بلحاظ جنس تو یہ چار ہیں لیکن تعداد کے اعتبار سے آٹھ ہیں (۱) بھیڑ اور مینڈھا (۲) بکرا اور بکری (۳) اونٹ اور اونٹنی (۴) گائے اور بیل۔ عرب میں پائے جانے والے یہی معروف جانور تھے اور مشرکین عرب نے بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دے رکھا تھا۔ اسی طرح مادہ کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ کسی پر حلال تو کسی پر حرام اور اگر مردہ پیدا ہو تو سب کے لیے حلال۔ اس لیے اللہ تعالی نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ان عقل کے اندھوں سے ذرا پوچھئے تو سہی یہ کہاں کی عقلمندی اور شعور کا مظہر ہے کہ ایک جنس کا نر تم حلال قرار دیتے ہو جبکہ مادہ حرام سمجھتے ہو یا مادہ حلال مانتے اور اسی جنس کا نر حرام گردانتے ہو یا جانور تو حلال مانتے ہو لیکن اس کے بطن سے نکلنے والا بچہ عورتوں پر حرام اور مردوں کے لیے حلال اور اگر مردہ پیدا ہو تو مرد و زن اس میں شریک ہو جاتے ہو؟ یعنی ان حماقتوں اور جہالت کو عقل سلیم بھی کسی صورت ماننے کے لیے تیار نہیں تو پھر تم نے کس طرح ان باتوں کو تسلیم کر لیا؟ اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ کہ ان تمام خود ساختہ حلت وحرمت کے پیمانوں کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کر دیتے ہو۔

اسی لیے اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ بھلا بتاؤ تو سہی کہ تم ان خود ساختہ اختراعات کی نسبت اللہ کی طرف جو کرتے ہو کیا تم اس وقت اللہ کے پاس موجود تھے جب اس نے تمھیں اس کا حکم دیا۔ جبکہ حقیقت یہی ہے کہ تم اللہ تعالی کی حلال کردہ نعمتوں کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی جسارت تو کی ہے لیکن اس سے بڑھ کر تم نے لاعلمی کے باوجود ان احکامات کی نسبت اللہ کی طرف کر کے خود کو سب سے بڑا ظالم ہونے کا مستحق ٹھہرا لیا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ظلم معصیت اور نافرمانی کی بہت بڑی قسم ہے جس نے اس کا ارتکاب کیا اور بطور سزا اللہ تعالی کی ہدایت سے محروم کر دیا گیا تو کائنات کی کوئی طاقت و ہستی ایسے گمراہ کو راہ راست پر نہیں لا سکتی۔ اس ظلم کا ارتکاب سب سے پہلے عمر بن لُحی بن قمعہ نے کیا ہے کیونکہ یہی وہ بدبخت تھا جس نے اللہ کے دین کو بدلا اور سائبہ، وصیلہ اور حام کی جاہلانہ رسوم کی ابتداء کی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا اور یہ پہلا شخص تھا جس نے جانوروں کو سائبہ بنانے کی رسم کی داغ بیل ڈالی۔ [بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ج 17 ص 78 رقم الحدیث: 4623 مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلھا الجبارون ج 9 ص 159 جزء 17 رقم الحدیث: 2856]

احکام و مسائل

(۱) اللہ تعالی کی بے شمار اور لاتعداد نعمتوں میں سے وہ چوپائے بھی ہیں جنھیں اللہ نے ہماری سواری اور بطور رزق ہمارے لیے ان کا گوشت حلال کیا (۲) اہل ایمان کو اللہ تعالی کی عطا کردہ حلال چیزیں کھانے اور حرام سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے شیطان کی اتباع سے منع کیا گیا ہے (۳) مشرکین عرب کے خود ساختہ حلت وحرمت کے قانون کی تردید کرتے ہوئے ان کے حلال وحرام کے متعلق عقائد کو عقلی و نقلی ہر دو لحاظ سے باطل ثابت کیا ہے (۴) حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا بہت بڑا ظلم اور انسان کے احمق ہونے کی دلیل ہے (۵) اللہ تعالی جسے بطور سزا گمراہ کر دے اُسے راہ ہدایت پر لانا کسی کے اختیار میں نہیں۔

امریکی جنگ جمہوریت کے لیے ہے

عطا محمد جنجوعہ

اقتصادی مفاد ثانوی حیثیت رکھتے ہیں ۔ہمارے بعض مسلم دانش وروں کا موقف ہے کہ امریکا کی فوجی مہم کا مقصد معدنی وسائل پر قبضہ ہے۔لیکن میرے نزدیک یہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں میں غربت کی انتہا تھی۔غزوۂ احزاب کے موقع پر صحابہ کرامؓ بھوک کی شدت سے نڈھال ہوگئے تو انھوں نے پیٹ پر پتھر باندھ لیے۔ جب خلفائے راشدینؓ کے دور میں فتوحات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا تو مالِ غنیمت کی وجہ سے وہ بہت مال دار ہوگئے۔

سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر پے در پے حملے کیے۔کامیابی ملنے پر دربار میں سونا، ہیرے، جواہرات کے ڈھیر لگ گئے ۔اس بنا پر مغربی مؤرخین نے مسلم خلفاء کو وحشی و غاصب کہا ہے اور ہندو مؤرخ غزنوی وغوری کو آج بھی لٹیرا کہتے ہیں جب کہ تاریخی حقائق اس کے برعکس ہیں۔ مسلمانوں نے جہاد کرکے جبر واستبداد کا خاتمہ کیا اور عدل وانصاف کا نظام رائج کیا، جس سے متاثر ہوکر لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا۔مسلم جرنیلوں اور مجاہدین کو اگرچہ بے پناہ مالِ غنیمت حاصل کیا لیکن اس کی ثانوی حیثیت تھی۔

امریکا نے افغانستان اور عراق پر قبضہ کیا تو بعض تجزیہ نگاروں نے واضح ثبوت فراہم کیے کہ امریکی حملے کا مقصد جنوبی ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے معدنی وسائل پر قبضہ ہے۔ اس موقف کی ہم تائید کرتے ہیں کہ جن امریکی کمپنیوں نے جنگی اخراجات کے لیے امریکا کو قرض دیا امریکا نے عراق پر قبضے کے بعد تیل کے ٹھیکے انھی کمپنیوں کو دیے۔لیکن غور طلب پہلو یہ ہے کہ امریکا یہ مالی مفاد خلیجی ممالک سے بغیر جنگ کے حاصل کر رہا تھا۔ پھر اس کو دنیا کی بدنامی اور اقوامِ متحدہ کے ضابطوں کی خلاف ورزی کرنے اور نام نہاد جنگ پر بلین ڈالر خرچ کرنے اور فوجیوں کو مروانے کی کیا ضرورت تھی؟

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔جس طرح قرونِ اولیٰ میں مسلم سپہ سالار عدل وانصاف رائج کرنے کے لیے کرۂ ارض میں سرگرم عمل رہے، پہاڑوں کی چوٹیاں، بہتے دریا اُن کا راستہ نہ روک سکے، پے در پے کارروائیوں سے تھک کر چور ہوجاتے تو وہ قرآن کے اوراق پڑھ کر یا سے سن کر تازہ دم ہوجاتے اور پھر غلبہ اسلام کے جذبے سے سرشار ہوجاتے۔ موجودہ دور کے مسلم حکمران عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے اسلام کا سہارا لیتے ہیں یا اپنی کسی کارروائی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اسلام سے جواز تلاش کرتے ہیں۔

اسی طرح افغانستان اور عراق کی مزاحمتی تحریک میں روزانہ چند امریکی واتحادی فوجی مر رہے ہیں لیکن امریکا کے عزم میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔وہ اپنے عوام اور فوج کا مورال بلند کرنے کے لیے مرنے والوں کو آزادی ومساوات کا محافظ کہتا ہے۔امریکی صدر بش نومبر ۲۰۰۳ء میں برطانیہ کے دورے پر گیا۔تو اُس کی حفاظت کے لیے ہزاروں کی تعداد میں پولیس کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ برطانیا کی حزبِ مخالف جماعت نے مظاہرے کا اعلان کیا۔لاکھوں لوگوں نے بش اور ٹونی بلیئر کے خلاف نعرے بازی کی ان کے پتلے بنا کر نذرِ آتش کیے گئے لیکن دورے کے اختتام پر مشترکہ پریس کانفرنس میں بش نے دوٹوک الفاظ میں کہا: ''جمہوریت کے لیے دنیا کے کسی حصے میں بھی ہم طاقت کے استعمال سے گریز نہیں کریں گے۔''

عراق میں مرنے والے فوجیوں کے تابوت امریکا پہنچے تو عوام میں خوف وہراس پھیل گیا۔تب صدر بش نے اپنے عوام کے حوصلے بلند

کرنے کے لیے کس نظام کی نوید سنائی۔ صدر بش نے کہا: ''امریکا کی دہشت گردی کے خلاف دنیا کو تبدیل کرنے کے لیے عراق سے واپسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ انھوں نے بتایا عراق میں آیندہ برس جنوری تک انتخابات کرائے جائیں گے۔ جب کہ اس سے پہلے دسمبر میں عراق کا نیا آئین بن جائے گا۔'' [نوائے وقت، لاہور ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء]

قرونِ اولی کے مسلم حکمران حملہ سے پیشتر مقامی آبادی کو اسلام کی دعوت دیتے۔ بصورت دیگر جزیہ کی شرط عائد کرتے اور انکار کی صورت میں حملہ کرتے تھے۔ کامیابی کی صورت میں عدل وانصاف کا نظام رائج کرتے لیکن کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کرتے تھے۔ موجودہ دور میں امریکی حکومت جمہوریت کے فروغ کے لیے اسی طرح سرگرم عمل ہے۔ شکست روس سے قبل امریکا دنیا کے پسماندہ ممالک کو جمہوری نظام کی ترویج کے لیے اقتصادی امداد فراہم کرتا رہا۔ آزادی اور مساوات کا پرچار کرنے والے مسلم دانش وروں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا لیکن طاقت کی پالیسی سے اجتناب کیا۔ جب روس کا شیرازہ منتشر ہوگیا تو امریکا نہ صرف روس بلکہ دنیا کے غیر جمہوری ممالک میں جمہوری نظام کے فروغ کے لیے سرگرم عمل ہوگیا۔ جن حکمرانوں نے سرتسلیم خم کرنے سے پس وپیش کیا امریکا اُن پر چڑھ دوڑا۔ افغانستان اور عراق پر حملہ اس کا بین ثبوت ہے۔ امریکی صدر بش نے چینی وزیراعظم کو کیوں متنبہ کیا کہ ''وہ چین میں معیشت کے ساتھ ساتھ شخصی اور سیاسی آزادی کو یقینی بنائے۔'' [نوائے وقت ۱۰ دسمبر ۲۰۰۳ء]

چین نے اپنی پارٹی کے کنونشن میں نجی ملکیت کے اختیار دے دیے۔ ایران کی مجلس نگہبان نے چند اصلاح پسندوں کو قومی انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا تو مغربی ممالک نے انتخابی نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور اقتصادی پابندیاں مزید سخت کردیں۔

افغانستان میں اسامہ بن لادن کی گرفتاری کا مسئلہ تھا اور عراق میں کیمیائی ہتھیاروں کا فرضی جواز تھا لیکن دیگر عرب ریاستوں میں دباؤ کا کیا بہانہ ہے کہ: ''ڈیوس (مانیٹرنگ ڈیسک) امریکی نائب صدر ڈک چینی نے ڈیوس میں عالمی اقتصادی فورم کے اجلاس میں اپنے خطاب میں کہا کہ مشرق وسطی اور اسلامی ممالک میں جمہوریت کو فروغ دے کر دہشت گردی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر سفارت کاری کا عمل ناکام رہا تو امریکا طاقت کے استعمال کا حق محفوظ رکھتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ افغانستان میں آئین کی منظوری نے اور صدام کی گرفتاری نے انھیں پُرامید کیا ہے۔''

[روزنامہ اسلام لاہور ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء]

مذہب اسلام میں تو مسلموں یا اسلام کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنے والے غیر مسلموں کی تالیف قلب کے لیے زکوۃ دینا جائز ہے۔ بعینہ وہ ممالک جو جمہوری نظام کو قبول کرتے ہیں یا اُسے رائج کرنے کا اعلان کریں تو اہل مغرب ان ممالک کی دل کھول کر مدد کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اہل مغرب پسماندہ ممالک کو اناج کی قلت دور کرنے کے لیے سودی قرض دیتے ہیں لیکن جمہوری تماشہ کرانے پر بغیر اپیل تعاون کرتے ہیں۔

''اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ تین ملکوں نے افغانستان میں انتخابات کے لیے ۲۲ ملین ڈالر دینے کی پیش کش کردی ہے۔'' [روزنامہ دن ۲۳ فروری ۲۰۰۴ء]

''امریکا پاکستان کو جمہوری ادارہ کے استحکام کے لیے ڈیڑھ ارب ڈالر امداد دے گا۔'' [نوائے وقت ۱۰ فروری ۲۰۰۴ء]

قصہ مختصر دنیا کے جن علاقوں میں جمہوریت نہیں امریکا وہاں ہر صورت میں جمہوریت رائج کرنا چاہتا ہے۔ جن ممالک میں جمہوری نظام پہلے سے رائج ہے۔ وہاں ضلعی خودمختار حکومتیں قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ بین الاقوامی اداروں سے سیاسی واقتصادی معاہدے کرنے میں آزاد ہوجائیں

محترم نصرت مرزا صاحب اپنے مقالہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ اور امریکا'' میں اظہار خیال کرتے ہیں: ''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کا منصوبہ بہت سوچا سمجھا ہے۔ ۹۷-۱۹۹۶ء میں امریکا نے آئی کونس New Icons جن کی آج امریکا کی پالیسی پر گرفت ہے ان میں سے کرد یونیورسٹی آف پنسلوانیا کے ایک پروفیسر ڈینئل ڈیپوڈنی ۱۹۹۶ء میں امریکی پالیسی سازوں کو یہ یادداشتیں پیش کررہے تھے کہ اب وقت آگیا ہے کہ دنیا امریکا کی قیادت میں ایک

ایسی فیڈریشن بنے جس میں دنیا کی تمام جمہوریتیں اس کی سرپرستی میں آ جائیں۔" [نوائے وقت ۱۰ دسمبر ۲۰۰۳ء]

متحدہ مجلس عمل پاکستان میں پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے سرگرم عمل ہے۔ جب کہ دولت مشترکہ نے بھی پاکستان کی رکنیت کو پارلیمنٹ کی بالادستی سے مشروط کر رکھا ہے۔ میڈیا میں ایک دوسرے کی مخالفت لیکن سیاسی نظریات میں ہم آہنگی پر تعجب ہے۔

قیام جمہوریت ۔۔۔ امریکا کا مذہبی فریضہ

صیہونی تحریک نے سوشلزم اور جمہوریت کا عالمی سطح پر پرچار کیا تاکہ اہل مغرب نظریاتی طور پر دو بلاکوں میں بٹ جائیں اور وہ ان کے مکر و فریب پر گرفت کرنے سے غافل ہو جائیں۔ الیکشن میں کامیابی اور ترقیاتی کاموں کا انحصار چوں کہ سرمائے پر ہوتا ہے اس لیے مغربی بلاک یہودی سرمایہ کاروں کا محتاج بن کر رہ گیا۔ مگر جمہوریت میں معاشی، سیاسی اور قانونی آزادی کا تصور ہے، اس بنا پر وہ جمہوری ممالک میں معیشت، صنعت، تعلیم اور ذرائع ابلاغ پر چھا گئے۔ چناں چہ جمہوری حکومتیں صیہونی تحریک کے تابع بن کر رہ گئیں۔

روس امریکہ کی نظریاتی جنگ کے دوران عالمی سطح پر جمہوریت کو پذیرائی حاصل ہوئی لیکن سوشلزم کو نہیں۔ کیوں کہ سوشلزم کے برگ و بار میں لادینیت کا کڑوا زہر تھا جس کو مسلمان ہضم نہ کر سکے لیکن جمہوریت کے برگ و بار میں آزادی، مساوات اور اخوت کا میٹھا زہر تھا۔ جس کو عالمی لیڈروں کی طرح مسلم مفکرین نے محسوس نہیں کیا، اس بنا پر صیہونی تحریک نے جمہوریت کو فروغ دینے کا انتخاب کیا۔

اگر جمہوریت، صیہونیت کا مرغوب نظام ہے تو امریکہ نے مشرق وسطی میں ملوکیت کو کیوں برداشت کیا؟ سرد جنگ کے دوران امریکہ کی مجبوری تھی کہ کہیں عرب ریاستیں تجارتی و دفاعی معاہدوں کے لیے روس کی طرف جھکاؤ نہ کر لیں۔ جب روس شکست و ریخت سے دوچار ہوا تو امریکہ نے مشرق وسطی میں جمہوریت کے روڈ میپ پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔
اگر جمہوری نظام کو بزور قوت سپلائی کرنا امریکہ کا ہدف ہے تو بعض اوقات سی آئی اے جمہوری ۔۔۔ توں میں فوجی انقلاب برپا کرنے کا کردار کیوں ادا کرتی ہیں؟ چونکہ ۔۔۔ یت میں سیکولر قوتوں کو ہوم ورک کرنے کی چھٹی ہوتی ہے تو وہاں دینی جماعتوں کو بھی آزادی رائے کا حق دینا مجبوری بن جاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ کسی ملک میں سیاسی طور پر فعال ہو جائیں اور ان کا قائد عوام کی نظروں میں مقبول بن جائے اور الیکشن میں ان کی کامیابی کے امکانات روشن ہو جائیں یا وہ پارلیمنٹ میں جا کر آئینی طریقے سے شریعت کے نفاذ کا مرحلہ طے کرنے میں کامیاب نظر آئیں تو سی آئی اے متحرک ہو جاتی ہے۔

جب امریکہ نے صیہونی ورلڈ آرڈر کی پیش قدمی کے سلسلہ میں کسی جمہوری ملک میں وطن کی سالمیت اور اسلام کے منافی پالیسی نافذ کرنی ہو تو وہ جمہوریت کی سفید چادر کو داغ دار نہیں کرتا، بلکہ وہاں لابی کے توسط سے حکومت کے خلاف مہنگائی، بدعنوانی کا جواز پیدا کر کے دھرنوں، جلوسوں کا سلسلہ شروع کروا دیتا ہے یا سول و فوجی سربراہوں میں بدظنی کا ڈرامہ رچا کر فوجی انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ اس صورت حال میں برطرف ہونے والے سول سربراہوں کو امریکہ تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جب میاں نواز شریف سعودیہ پہنچ گئے تو واشنگٹن (این این آئی) کے مطابق "امریکہ کے سبکدوش ہونے والے نائب وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا کارل انڈرفرتھ نے کہا ہے کہ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف وعدہ کی پاسداری کرنا جانتے ہیں۔ انہوں نے وعدہ پورا کرتے ہوئے نواز شریف کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی بلکہ انہیں معاف کر دیا۔" [نوائے وقت ۲۰۰۱-۱-۱۲]

برسر اقتدار فوجی حکومت کے دور میں امریکہ مذموم مقاصد حاصل کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف وہ اس ملک کی فوج کو بدنام کر کے اس کی وقعت کم کرتا ہے۔ خدانخواستہ جب فوجی حکومت کی طرف سے اسلام سے مذاق یا توہین آمیز اقدامات روزمرہ کا معمول بن جائیں تو فطری امر ہے کہ عوام حکومت کے خلاف نفرت کا عملی اظہار شروع کر دیتے ہیں۔ جو بھی فوجی حکومت برسر اقتدار آئی ہے وہ اپنی حکومت کو جمہوری لبادہ پہنانے کے لیے جعلی ریفرنڈم و قومی انتخابات کا سہارا ضرور لیتی ہے۔

جب امریکہ صیہونی ورلڈ آرڈر کی پیش قدمی کے لیے فوجی حکومت سے مخصوص مفادات حاصل کر لیتا ہے اور اندرون ملک نفرت حد سے بڑھ کر انقلاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے تو اس وقت سول جمہوری دور کا آغاز کر کے انقلابی لہر کو پریس کر دیا جاتا ہے لیکن سول جمہوری حکومت بھی فوجی دور کے اقدامات کا تسلسل جاری رکھتی ہے۔ عوام کو مطمئن کرنے کے لیے سابقہ فوجی حکومت کو مورد الزام ٹھہراتی ہے اور اپنا دامن صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

روز روشن کی طرح یہ حقیقت ہے کہ صیہونی اکابرین آمریت، شہنشاہیت اور فوجی حکومت کو نظریہ ضرورت کے تحت قبول کرتے ہیں، ورنہ جمہوری نظام ان کے دھرم کا تھم ہے۔ جب عراقی شہر موصل میں مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں بیک وقت ۱۴۰ امریکی ہلاک ہوئے تو صدر بش نے کہا کہ: ''کرسمس کی وجہ سے یہ واقعہ نہایت تکلیف دہ ہے تاہم وہ جنگ زدہ ملک میں جمہوریت کی تعمیر کے لیے مرے۔ امریکی صدر نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ عراق میں جمہوریت رائج ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ آزاد عراق سے دنیا میں امن ہوگا۔ اس لیے ہم مشن میں حصہ لینے والوں کیلئے خدا کی رحمت کے طلب گار ہیں'' [نوائے وقت لاہور ۲۰۰۳ء۔۱۲۔۲۳] اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ مذہبی فریضہ سمجھ کر جمہوریت کے لیے سرگرم عمل ہے اور وہ اس کے لیے جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں کر رہا۔

یاسر عرفات فلسطین کی نام نہاد اتھارٹی کا صدر تھا، جس نے قومی آزادی کی تحریک کو منظم کیا۔ جس کی بنا پر فلسطینی عوام کے لبرل اور بنیاد پرست طبقوں میں اس کی مقبولیت تھی اور اس نے صیہونی حکومت کے دباؤ کے باوجود جہادی تنظیموں سے محاذ آرائی کی پالیسی نہیں اپنائی۔ اس لیے اس کی موجودگی میں نئے انتخابات کرانے ناممکن تھے۔ اب یاسر عرفات کو زہر دلوا کر موت کی نیند سلا دیا گیا، ادھر فوراً فلسطین میں عام انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ فلسطینی قیادت کے لیے انتخابات امریکی حکومت اور مغربی میڈیا کی توجہ کا مرکز بن گئے ہیں کیوں کہ جمہوری نظام جہادی جذبہ کو منجمد کرتا ہے اور وحدت ادیان یا روشن خیالی کے برگ و بار کو جنم دیتا ہے۔

بقیہ: درس حدیث

باہمی نفرت سے محبت ختم ہوتی ہے اور حسد، بغض والا دل باہمی محبت سے خالی ہوتا ہے۔ جبکہ حسد، بغض، عداوت کو ختم کرنے والی اشیاء میں سے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہدیہ دینا اور سلام کو عام کرنا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ((تَهَادُوْا وَتَحَابُّوْا)) آپس میں تحائف دو، کیونکہ اس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: ((أَفْشُوا السَّلَامَ)) آپس میں سلام عام کرو کیونکہ سلام اپنے بھائی کے لیے سلامتی کی دعا ہے جس سے نفرت اور حسد کی جگہ محبت پیدا ہوتی ہے اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں مذکورہ اشیاء کا مرکزی کردار ہوتا ہے اس لیے آج کے پرفتن دور میں بھی ان اشیاء پر عمل پیرا ہو کر ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل ہو سکتی ہے۔

☆......☆......☆

گناہ معاشرتی فساد اور نیکی امن کا سبب ہے:

گناہوں سے بچنا اور نیکی میں تعاون کرنا ایک مسلمان کا شیوہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیوں سے دور رہنا، ان سے سچی توبہ کرنا اور تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا، گانے سننا اور گندے ڈرامے دیکھنا جو ایمان کو کمزور کر دیتے ہیں اور دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں سے بچنا از حد ضروری ہے اور ایسی عبادات جو ایمان کو بڑھاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے رابطہ مضبوط کرتی ہیں ان کا پابند ہونا مثلاً کثرت سے استغفار کرنا، نماز کو اول وقت پر ادا کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، روزے رکھنا، اسکے علاوہ دیگر تمام شرعی واجبات پر عمل کرنا، دل کو حسد و بغض کینے سے پاک رکھنا، اخلاق حسنہ کو اپنانا اور بداخلاقی سے اجتناب کرنا، صلہ رحمی کرنا، معاشرے کی اصلاح کے لیے انتہائی ضروری عوامل ہیں۔ اس لیے ہر کلمہ گو انسان کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتے ہوئے انھیں نیکی کرنے کی ترغیب دلائیں اور برائی سے حتی المقدور بچنے کا درس دیں۔

☆......☆......☆

مسئلہ نکاح وطلاق

قسط نمبر 3 آخری

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

حاوال:

دنیا میں ملمع سازی کا کام ہمیشہ سے جاری وساری ہے۔ ملمع سازی دراصل دھوکہ بازی کا ہی دوسرا نام ہے۔ حقیقت کی آڑ میں جھوٹ کو سچ، غلط کو درست، ناجائز کو جائز، اور ناقص کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے کبھی تو چرب زبانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی جھوٹ کو سچ میں یوں خلط ملط کر دیا جاتا ہے کہ سننے والا اسے سچ ہی سمجھ لیتا ہے۔ کبھی نام بدل کر دھوکہ بھی دیا جاتا ہے، کبھی ایک حرام اور ملعون کام کو شریعت کا نام دے کر جائز اور درست ثابت کرایا جاتا ہے حالانکہ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ حدیث نبوی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب لوگ شراب کے خوشنما نام تجویز کر کے اس کو حلال کہنے لگیں گے۔ عبادات ہوں یا معاملات ہر میدان میں اس فرمانِ نبوی کی تائید وتصدیق ہو رہی ہے اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اس کی تکمیل پروردگار عالم نے آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے فرما دیا لیکن بقول الطاف حسین حالی:

گر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

رب کی بنائی ہوئی ہر چیز مکمل ہے اس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ کی گنجائش نہیں۔ دودھ ہی کو لیجئے، یہ ایک مکمل غذا ہے۔ صاف پانی بھی ایک مکمل مشروب ہے، اگر خالص دودھ میں خالص پانی بھی ملا دیا جائے تو نہ دودھ خالص رہے گا نہ پانی۔ پھر کہاں خالق اور مخلوق؟ اس لطیف نکتہ کی ایک اور انداز میں وضاحت پیش خدمت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق کیا۔ فرائض کی ادائیگی بھی اللہ کے حکم کے مطابق اور سنن ونوافل کی ادائیگی بھی، اگر سنن و نوافل میں اپنی مرضی کرنی ہوتی تو آپ ﷺ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے سے ممانعت نہ فرماتے۔ فرائض اور سنن و نوافل میں (بات کر کے یا جگہ بدل کر) فرق یا فاصلہ رکھنے کے حکم میں بھی خالق اور مخلوق کے فرق کی عکاسی کی گئی ہے۔ اللہ نے ہمیں دین عطا کر کے رسول کو بطور عملی نمونہ پیش فرمایا، رسول کی امانت اور دیانت ((وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ)) کے الفاظ میں گارنٹی دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حق رسالت کی کما حقہ ادائیگی پر ڈیڑھ لاکھ صحابہ کی گواہی ڈالتے ہوئے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ))

اسلام ایک الہامی، منزل من اللہ اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں جائز وناجائز کی تعیین رب ذوالجلال کی طرف سے کر دی گئی۔ اللہ کی طرف سے قائم کردہ حلال وحرام میں اب کسی کو ردوبدل کی اجازت نہیں سورہ تحریم کی ابتدائی آیات اس کی واضح دلیل ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیے خاکسار کا مضمون ﴿أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَلَهُ الْأَمْرُ﴾ ملاحظہ فرمائیں۔

آج کل بعض لوگوں نے دین کی آڑ میں اس روش کو مرغوب شیوہ کے طور پر اپنا لیا بلکہ کچھ لوگ دو قدم مزید آگے ہی نکل گئے۔ کبھی بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی توجیہات نکال کر محدثات کو عبادات سمجھا جانے لگا اور کبھی آیات قرآنی کی وہ توجیہ بیان کی جانے لگی جس کی خود سرورِ کونین ﷺ نے مذمت فرمائی۔ عائلی زندگی میں نشیب وفراز کی صورت میں اللہ پاک نے کرہیۃً طلاق کا دروازہ کھلا رکھا۔ اللہ کے اس ناپسندیدہ ((ابغض الحلال)) دروازے سے گزرنے والوں پر ہمیشہ کے لئے کچھ تعزیرات اور پابندیاں نافذ کر دیں گئیں تا کہ لوگ حتی الامکان محتاط اور باز رہیں۔ اس میں پہلی پابندی لگاتے ہوئے سورہ طلاق کے شروع میں فرمایا: ﴿إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ "جب تم عورتوں کو

طلاق دو تو ان کی عدت کے تحت دو۔"

شارح قرآن ﷺ نے اس کی تفسیر یہ بتائی ہے کہ ہر طلاق تین طہروں میں الگ الگ دی جائے، عالم اسلام میں متفقہ طور پر صرف طلاق رجعی پر اکتفا بہتر ہے۔ ایک تو اس سے طلاق کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ مصالحت کا دروازہ قطعی بند نہیں ہوتا جو شخص قانون خداوندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بلا لحاظ عدت ایک سے زائد طلاقیں یکبارگی دے دے تو وہ کیونکر نافذ ہو سکتی ہیں؟ جس طرح اللہ نے ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور ہر نماز کا وقت مقرر فرما دیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اکٹھی پانچ نمازیں یکبارگی ادا کرے گا تو اس کی صرف وہی نماز ہوگی جس کا وقت ہوگا اور باقی نہیں ہوں گی۔

صحیح مسلم کی متفق علیہ عام حدیث بتلاتی ہے کہ زمانہ رسول (ﷺ) عہد صدیقی اور خلافت عمرؓ کے ابتدائی دور میں یک وقت دی گئی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں پھر خلیفۂ ثانی نے لوگوں کی غلط روش کے تحت ان پر رجوع کا دروازہ بند کر دینے کا تعزیری فیصلہ فرمایا۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ مذکورہ حدیث مسلم کی صحت اور اس کے برعکس یکبارگی دی گئی تین طلاقوں کے نفاذ کے داعی عہد نبوی کے بعض واقعات سے طلاق ثلاثہ در مجلس واحد کے نفاذ کے دلائل کشید کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے حدیث ہذا کی صحت کی لاشعوری طور پر تردید کرتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کے بعد اپنے کیے پر پچھتانے اور نادم ہونے والوں کو رجوع کا مشورہ دینے کی بجائے، جس طرح کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت رکانہؓ کو دیا تھا، واپسی کے دروازے بند کرتے اور جدائی کراتے ہوئے حلالہ جیسے لعنتی فعل کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ اس اخلاق سوز اور منافی غیرت فعل کو "شرعی حلالہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک اخلاق باختہ اور موجب لعنت کام بھلا کیونکر شرعی ہو سکتا ہے؟ دور جاہلیت کے اس کام کی شریعت محمدیہ میں نہ کوئی گنجائش ہے نہ جواز۔ اسے "شرعی حلالہ" کا نام دے کر جائز قرار دینا ایسے ہی ہے جیسے کسی بھی حرام چیز کے ساتھ لفظ "شرعی" لگا کر اسے حلال سمجھ لیا جائے۔ یہ شریعت محمدیہ کے ساتھ کھلا مذاق ہی نہیں بلکہ دین خداوندی میں بے جا مداخلت بھی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے کسی نبی تک کو بھی اجازت نہیں دی۔ یاد رہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 230۔ ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ پروگرام کے تحت کسی مطلقہ کے ساتھ اس لئے کسی کا نکاح کرلیا جائے کہ بعد میں اسے طلاق دے کر پہلے خاوند کے لئے اسے حلال کر دیا جائے گا جبکہ یہ تو مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس کے فرمان کے مطابق سراسر دھوکہ ہے۔ [تفسیر ابن کثیر] لہٰذا محلل کو آنحضرت ﷺ نے کرائے کا سانڈ (سنڈ حا، بھینسا) قرار دیا ہے۔ [ابن ماجہ]

ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ کا فرمان موجود ہے: "اگر میرے پاس حلالہ کرنے کرانے والے لائے گئے تو میں دونوں کو سنگسار کر دوں گا" معلوم ہے کہ رجم شادی شدہ زناکار کی سزا ہے اور خلیفہ ثانی کے نزدیک ایسے لوگ زانی اور بدکار ہیں۔ ایسے غیر اخلاقی اور فحش کام کو نہ اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے اور نہ یہ اس کی شان قدسیہ کے لائق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ﴾ "کہہ دیجئے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔" [الاعراف: 28] افسوس کہ کتمان حق اور ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ کے مصداق، صحیح بخاری سے حلالہ کے جواز کی دلیل کشید کرنے کی ناپاک اور ناکام کوشش میں اس حدیث کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس میں صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ نے ((محلل اور محلل لہ)) دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ [ترمذی، نسائی، مشکوۃ] لہٰذا ایک شرمناک اور باعث لعنت کام کو شریعت کا نام دے کر اسلام جیسے منزہ اور پاکیزہ دین میں کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ "کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو وہ نہ آسمانوں میں پاتا ہے نہ ہی زمین میں" [یونس: ۱۸] حلالہ کو "شرعی حکم" کہنے والے اگر اس موقتی نکاح یعنی مزعومہ "شرعی حلالہ" اور "متعہ" میں فرق کی وضاحت ہی فرما دیں تو مہربانی ہوگی۔

(بقیہ ص:6)

دعوت اسلامی کا مشن

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

زندگی کے میدان کارزار میں وہی قومیں فتح یاب ہوتی ہیں جو اسلام کے الہامی نظریہ حیات سے لیس ہو کر میدان عمل میں اترتی ہیں کیونکہ حیات کے عرصہ جہاد میں سستی، کمزوری، کاہلی، نا اُمیدی، خوف، ابلیس کے پیدا کردہ وسوسے، دشمنوں کا ڈر، حالات کی تلخیاں، پرکشش اور آرام دہ زندگی کے لُبھاوے، عہدہ و منصب اور جاہ و حشمت کی حرص ایسے محرکات انسان کی راہ میں کوہ گراں بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ صرف نظریہ حیات اور یقین محکم کی طاقت ہے جو آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز کرواتی ہے اور نوح علیہ السلام پہ حالت گریہ طاری کر کے انھیں رب کے حضور گڑگڑا کر دعا کرنے پر مجبور کرتی ہے دعا کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ''اے اللہ میری قوم ظالم ہے یہ زندہ رہنے کے قابل نہیں یا باری تعالیٰ اس نابکار قوم کا آخری نشان تک محو کر دے'' اور نظریہ حیات کی یہی وہ صلاحیت ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو باطل کے سامنے ڈٹ جانے اور آگ کے بھڑکتے شعلوں میں کود جانے پر تیار کرتی ہے۔ ایمان کی قوت اور اللہ کے دین کی راہ میں استقامت حق کا یہی مظاہرہ حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کو ثابت قدم رہنے کی ہمت اور عزم صمیم کی جولانی عطا کرتا ہے۔ اسی ایمان کی طاقت سے مسلح ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام شہنشاہ مصر ''فرعون'' کے دربار میں ایمانی جلال کے ساتھ لب کشا ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اے فرعون اللہ کی توحید کا اقرار کر لے ورنہ تو خاسرین میں سے ہو جائے گا۔''

اسی طرح تاریخ دعوت حق کے وفادارِ صداقت حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یحیٰی علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت دانیال علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سعید کے اوراق نیرہ بھی اس امر کے شاہد ہیں کہ دین کی راہ میں وقار اور استقامت کے عظیم الشان رجال نبوت و دعوت اسی شان سے کفر کی طاقتوں اور طغیانیوں کے آگے کھڑے ہو گئے اور تاریخ اسلام کو اپنے عزیمت آفریں کردار سے منور کر گئے۔ اس کے بعد خاتم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال درجہ کی ہمت، شجاعت، استقامت، صبر، برداشت، حکمت، بصیرت، ذہانت معاملہ فہمی، رحمت و عدل اور احسان و ایثار سے کام لے کر ایک نئی عالمی ریاست، عالمی اسلامی تہذیب، اسلامی اُمت، آفاقی اسلامی سماج، اسلامی حکومت، اسلامی اخلاقیات، اسلامی تجارت و معیشت، اسلامی نظم، اجتماعی و سیاسی کی بنیادی رسمیں اور انسانیت کے عالمی دور تمدن کا افتتاح کیا اور قیامت تک کے لیے آنے والی نسلوں کے لیے قرآن و حدیث اور سیرت و سنت کا خزانہ عظیم محفوظ کر گئے۔ جس کی ضو فشانیوں سے تہذیب انسانیت کے ایوان ہائے علم و عمل آج بھی روشن ہیں

تاریخ دعوت کا یہ سفر جاری رہا، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلالؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت حسن و حسینؓ نے دعوت اسلامی کے اس ایمان افروز سلسلے کو جاری رکھا۔ ازاں بعد محدثین، مؤرخین، مفسرین، مجتہدین، فقہاء، علماء و آئمہ کرام کی جماعت سامنے آئی۔ مثلاً امام بخاریؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ، امام ترمذیؒ، امام مسلمؒ، امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام ابن کثیرؒ، امام ابن قیمؒ، صلاح الدین ایوبیؒ اور یوسف بن تاشفینؒ جیسے مردانِ مسلم نے دعوت اسلامی اور جہاد اسلامی کے عہد آفریں عمل کو رعنائی بخشی اور لفظ و معنی کے حیات آفریں نمونے قائم کر دیے جس کی نورانی کرنیں آج بھی قلوب و اذہان کو ایمان و یقین کے نور سے منور کر رہی ہیں۔ اس کے بعد شیخ احمد سرہندیؒ، شاہ ولی اللہ، محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، حافظ اسماعیل روپڑیؒ، سید حسین احمد مدنیؒ، سید جمال الدین افغانیؒ، ڈاکٹر علامہ اقبالؒ، سید قطب شہیدؒ، ابوالاعلیٰ مولانا مودودیؒ، سید ابوالحسن علی ندویؒ، سید سلیمان ندویؒ، مولانا

منظور نعمانی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اسلامی دعوت وعزیمت کے کارعظیم کو جس بخشی اور دعوت کے مشن کو پوری دنیا میں اس طرح عام کیا کہ آج کائنات ارضی کی ہر بستی میں ان کے مواعظ حسنہ کی صدائیں گونج رہی ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی اسلامی نثر نے اسلامی عظمت کے ایسے تابندہ نقوش بکھیرے ہیں کہ دعوت اسلامی ان کے افکار سے ہویدا وعیاں ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری گویا القائی شاعری ہے جس نے روحوں سے طاغوتی ظلمت کے اندھیرے دور کیے اور اس دور مادی زدہ کو نئے غزنوی اور نئے صلاح الدین عطا کئے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور سید قطب الدینؒ کی ایمان آفریں نثر دلوں کو خواب غفلت سے جگا کر دعوت وجہاد کے فردوسی کارزاروں کی طرف گامزن کرتی ہے اور الحاد کے اندھیروں کو دور کرکے ایمان ویقین کے جلوؤں سے روحوں کی اُجڑی بستیوں کو شاد وآباد کرتی ہے۔

عصر حاضر میں دعوت اسلامی کا شاندار مشن ڈاکٹر ذاکر نائیک، حافظ صلاح الدین یوسف، حافظ ثناء اللہ خاں، حافظ ثناء اللہ مدنی، حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی، پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی، میاں محمد جمیل، علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن، پروفیسر عبدالرزاق ساجد، پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی ڈاکٹر انیس الرحمٰن اور دیگر عظیم المرتبہ علمائے اہل توحید اور علمائے اہلحدیث کمال ذمہ داری اور جذبہ وجوش کے ساتھ آگے بڑھا رہے ہیں اور مستقبل قریب میں عالمی اسلامی سماج، عالمی اسلامی تہذیب اور آفاقی اسلامی ریاست کے قیام کے امکانات ضرور آفاق حیات پر رونق افروز ہوں گے اور روحیں ایمان کی شعلہ افگنیوں سے منور روشن ہو جائیں گی۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

نذرانہ عقیدت

محمد خالد راجووال

لکھ محمد شاہ اوس رب تائیں	جیہڑا حاکم ایں جگ سنسار اُتے
تیرے واسطے فیر دُعا کرنا	پہلے پڑھاں درود سرکار اُتے
بابا یوسفا اوہو ای امر ہوئے	کئی جناں نے فکر دی وار اُتے
سچا علم تیرا سچا آدمی سیں	تیری دھم ہیسی کار زار اُتے
بڑا پکا وِیہار دا توں بابا	رکھیا کسے نوں توں نہ لار اُتے
عزرائیل آیا نقد جان دیتی	پورا اتریوں قول اقرار اُتے
گھر جھوٹھا جہاں دا چھڈ دتا	رب پکا بنائے تیرا گھار اُتے
بابا یوسفا رب دی رہوے رحمت	سدا وسدی تیرے مزار اُتے
میں ہتھ اُٹھا خدا اگے	حاضر ہویا ہاں ایس دوار اُتے
رب بخش دے گا اپنے فضل سیتی	بڑی آس مینوں بخشہار اُتے
رب دیوے بہشت وچ تھاں اُچی	حوراں کرن تیرا انتظار اُتے
تیری قبر شالا نور و نور ہوئے	تالے اُگدا رہوے سبز زار اُتے
ہار لے کے آیاں واں ہنجواں دے	پیا وارنا تیرے مزار اُتے
روز حشر نوں خالدا میل ہوسن	میل کراوسی پروردگار اُتے

فتنوں کا ظہور

محمد رمضان تبسم مدرس ابوہریرہ شریعہ کالج کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور

عَنْ اُسَامَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَشْرَفَ عَلٰی اُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِیْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی اِنِّی لَاَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ سیدنا اُسامہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کیا یک محل پر چڑھے پھر فرمایا: جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟ میں فتنوں کے گرنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔[صحیح مسلم،باب نُزُوْلِ الْفِتَنِ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ] اَشْرَفَ فعل ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے جب اس کا صلہ علیٰ آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے اوپر سے نیچے کی جانب دیکھنا۔ حدیث میں الفتن کا لفظ آیا ہے ہے جو کہ فتنہ کی جمع ہے۔ قرآن مجید میں فتنہ کا لفظ 33 مقامات پر آیا ہے۔

امام راغبؒ فرماتے ہیں: اصل میں فتن کا معنی سونے کو آگ میں ڈالنا تا کہ کھوٹا الگ ہو جائے اور کھوٹے کھرے کی پہچان ہو جائے۔ جیسا کہ مقولہ ہے: فَتَنَ الصَّائِغُ الذَّهَبَ سنار کا سونے کو پگھلا کر کھوٹا کھرا معلوم کرنا اس کے لغوی معنی آزمائش، امتحان اور اختبار کے ہیں پھر کثرت استعمال کی وجہ سے ہر مکروہ چیز اور مصیبت پر لفظ فتنہ بولا جانے لگا اور قرآن وحدیث میں فتنہ دیگر کئی معانی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

(1) فتنہ بمعنی شرک: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ﴾ اور تم ان سے لڑو تا آنکہ شرک باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔[البقرہ:193]

(2) فتنہ بمعنی کفر: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ﴾ جن کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہوتا ہے وہ کفر تلاش کرنے کیلئے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔[آل عمران:7]

(3) فتنہ بمعنی ابتلاء: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ﴾ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کہہ دیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور انکی آزمائش نہیں ہوگی؟[العنکبوت:2]

(4) فتنہ بمعنی آگ میں جلانا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ﴾ وہ لوگ جنہوں نے مومن مرد اور عورتوں کو آگ میں جلایا پھر توبہ نہیں کی تو ان کیلئے جہنم کا جلا دینے والا عذاب ہوگا[البروج:10]

(5) فتنہ بمعنی عذاب فی الدنیا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰهِ ﴾ اور ایک ایسا شخص بھی ہے جو کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور جب اسے کوئی اذیت پہنچتی ہے تو لوگوں کی شرانگیزی کو اللہ کا عذاب سمجھ لیتا ہے۔
[العنکبوت:10]

(6) فتنہ بمعنی قتل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴾ اور جب تم زمین پر چلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز کم پڑھ لو اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں قتل کر دیں گے کیونکہ کافر تو تمہارے واضح دشمن ہیں[النساء:101]

(7) فتنہ بمعنی گمراہی: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ ﴾ جس چیز کی وجہ سے تم گمراہی میں تھے۔[الصافات:162]

(8) فتنہ بمعنی گناہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾ جو لوگ اس پیغمبر کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان کو گناہ اور دردناک عذاب نہ آ پہنچے۔[النور:63]

اس حدیث میں ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے مثلاً سیدنا عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت، جنگ جمل اور صفین کا وقوعہ جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے، خوارج کا اور گمراہ فرقوں کا ظہور، دجال اور یاجوج وماجوج کا خروج، عورتوں کی کثرت اور زنا وفحاشی اور بے حیائی کا عام ہو جانا، امانت کا سلب ہونا اور بددیانتی کا عروج وغیرہ۔

الفتن کقطع اللیل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْیَا سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان فتنوں

کے واقع ہونے سے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے، ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر اور معمولی سی دنیاوی منفعت کے عوض اپنی متاع ایمان فروخت کر ڈالے گا۔ [صحیح مسلم: باب الحث علی المبادرۃ بالاعمال قبل تظاہر الفتن] اس حدیث میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرلیے جائیں جب نیک اعمال کا کرنا مشکل ہو جائے گا اور پے در پے مسلسل فتنے نمودار ہوں گے جیسے اندھیری رات میں پے در پے اندھیرے ہوتے ہیں۔ ان فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہوگا کہ انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور یہ بہت بڑا فتنہ ہوگا کہ ایک دن میں انسان میں ایسا انقلاب آ جائے گا۔

حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِناً أَيْ مَوْصُوفاً بِأَصْلِ الْإِيمَانِ أَوْ بِكَمَالِهِ وَيُمْسِي كَافِراً أَيْ حَقِيقَةً أَوْ كَافِراً لِلنِّعْمَةِ أَوْ مُشَابِهاً لِلْكَفَرَةِ أَوْ عَامِلاً عَمَلَ الْكَافِرِ وَقِيلَ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُحَرِّماً لِدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ وَيُمْسِي مُسْتَحِلاً لَهُ، وَيُمْسِي مُحَرِّماً لِدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ وَيُصْبِحُ مُسْتَحِلاً لَهُ

آدمی صبح مومن ہوگا یعنی کہ بنیادی ایمان یا کمال ایمان کے ساتھ متصف ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا یعنی یا تو حقیقی کافر ہو جائے گا یا نعمت کا انکاری ہو جائے گا یا کافروں کے جیسا ہو جائے گا، یا کفر والے عمل کرے گا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ صبح آدمی اپنے بھائی کے خون، مال، اور عزت کو اپنے لئے حرام سمجھتا ہوگا لیکن شام کے وقت اسے اپنے لیے حلال سمجھ لے گا اور شام کے وقت اپنے بھائی کے خون، مال، اور عزت کو اپنے لئے حرام سمجھتا ہوگا لیکن صبح کے وقت اسے اپنے لیے حلال سمجھ لے گا۔ [تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی 6/442]

قتل عام ہو جانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقْبَضَ الْمَالُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ الْقَتْلُ ثَلَاثاً سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مال بہت زیادہ ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا قتل، قتل تین بار آپ نے فرمایا۔ [سنن ابن ماجہ باب اشراط الساعۃ]

سیدنا ابوموسیٰؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہرج کا کیا مطلب ہے؟ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا قتل و غارت، تو صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ تو ہم سال بھر میں اتنے اتنے مشرکوں کو قتل کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا مشرکوں کا قتل نہیں ہوگا بلکہ تم لوگ ایک دوسرے کو قتل کرو گے حتیٰ کہ آدمی اپنے پڑوسی کو، چچازاد کو اور اپنے رشتہ دار کو قتل کر دے گا۔ [سنن ابن ماجہ، باب التثبت فی الفتنۃ]

آج دیکھ لیں ہمارے معاشرے میں قتل غارت عام ہے، مسلمان کے خون کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، امن و سلامتی کا فقدان ہے۔ ہم روزانہ اخبارات پڑھتے ہیں خبر دی جاتی ہے کہ ایک ہی خاندان کے پانچ افراد قتل، فلاں شہر میں اتنے قتل، بیوی نے شوہر کو شوہر نے بیوی کو قتل کر دیا جب کسی مسلمان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اسلام نے تو ہمیں سلامتی کا درس دیا ہے، امن و سکون کا درس دیا ہے، محبت و الفت کا درس دیا ہے اور اخوت کا درس دیا ہے، بدامنی اور دہشت گردی کا نہیں۔

فتنۂ عصبیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (حاکم کی) اطاعت سے نکل جائے اور جماعت کو چھوڑ دے تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص اندھی تقلید میں کسی کے جھنڈے تلے جنگ کرے یا کسی عصبیت کی وجہ سے غصہ کرے یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر لڑائی کرے اور مارا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ [صحیح مسلم باب الأمر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص گمراہی کے جھنڈے تلے جنگ کرتا ہے لوگوں کو عصبیت کی طرف بلاتا ہے

یا عصبیت کی بنیاد پر غصہ کرتا ہے تو اس کا قتل جاہلیت والا ہے۔[سنن ابن ماجہ باب العصبیۃ]

مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ کا مطلب یہ ہے کہ تحقیق کیے بغیر ایک جماعت کا ساتھ دیتا ہے کہ وہ حق پر ہے بھی یا نہیں؟ اس صورت میں اگر وہ حق پر بھی ہوئی تو بھی اس شخص کی نیت حق کا ساتھ دینے کی نہیں بلکہ اپنے خاندان ،قبیلے،قوم ،جماعت یا تنظیم کا ساتھ دینے کی ہے اس لیے یہ وہ لڑائی نہیں جس میں حصہ لینے سے ثواب اور قتل ہونے کی صورت میں شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ اور عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم میں اپنی قوم ،جماعت، تنظیم یا قبیلے کی مدد کرے۔

آلاتِ موسیقی اور گانے والیوں کا فتنہ

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُعْزَفُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ سیدنا ابو مالک اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے وہ اس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے ،ان کو گانے والیاں ساز بجا کر گانے سنائیں گی ،اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔[سنن ابن ماجہ :باب العقوبات]

عورتوں کا فتنہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ،ایک تو وہ لوگ جن کے پاس کوڑے بیلوں کی دم کی طرح ہیں اور وہ لوگوں پر ان کے ساتھ ظلم کرتے ہیں دوسری ایسی عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ رہتی ہیں سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بہک جانے والی ہوں گی ،ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔‘‘ وہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ملبوس ہوں گی اور اللہ کے شکر سے عاری ہوں گی ،وہ عورتیں بدن کے بعض حصوں پر لباس پہنیں گی اور بعض حصوں کو اظہار جمال کے لئے عریاں رکھیں گی ،وہ عورتیں باریک اور عریاں لباس پہنیں گی جس سے کپڑے پہننے کے باوجود ان کا جسم برہنہ نظر آئے گا۔ مائلات کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکام سے روگردانی کریں گی۔ ممیلات کا مطلب ہے کہ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گی۔[صحیح مسلم :باب النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ الْمَائِلَاتِ الْمُمِيلَاتِ]

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔[صحیح بخاری :باب ما يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ]

خوش نصیب کون:

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ايْمُ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا حضرت مقداد بن اسودؓ فرماتے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: وہ شخص سعادت مند ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا ،وہ شخص سعادت مند ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا ،وہ شخص سعادت مند ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا اور جس شخص کی فتنوں کے ساتھ آزمائش ہوئی اور اس نے صبر کیا تو اس کے لئے خوش خبری ہے۔[سنن ابی داؤد : باب فی النهی عن السعی فی الفتنة] سیدنا معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: دنیا میں صرف آزمائش اور فتنہ ہی باقی رہ گیا ہے۔[سنن ابن ماجہ : باب الصبر علی البلاء]

ائمہ مضلین کا فتنہ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ سیدنا ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے گمراہ اماموں (حکمرانوں) کا اندیشہ ہے ،جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو وہ روز قیامت تک ان سے نہیں اٹھائی جائے گی۔

[سنن ابی داؤد : باب ذكر الفتن ودلائلها]

سیدنا حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نہ تو میری ہدایت وطریق سے راہنمائی لیں گے اور نہ میری سنت پر عمل کریں گے اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے ڈھانچے انسانی اور دل شیطانی ہوں گے، سیدنا حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں یہ صورت حال دیکھوں تو میں کیا کروں؟ فرمایا: امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اگرچہ تجھے مارا جائے اور تمہارا مال لے لیا جائے تم سنو اور اطاعت کرو۔ [صحیح مسلم: باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن]

وہ پانچ جرائم ہیں جن کی وجہ سے سزا ملتی ہے!

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف رخ انور کر کے فرمایا اے مہاجروں کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے تو ان کی سزا ضرور ملے گی اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ چیزیں تم تک پہنچیں:

(1) لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا جب بھی کسی قوم میں بے حیائی اور بدکاری وغیرہ اعلانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے آباء واجداد میں نہیں تھیں۔

(2) وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ جب بھی وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو ان کو قحط سالی، روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سزا دی جاتی ہے۔

(3) وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا جب وہ اپنے مالوں کی زکوۃ دینا چھوڑ دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو انہیں کبھی بارش نہ ملے۔

(4) وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللَّهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ جب وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا عہد توڑتے ہیں تو اللہ ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کے پاس موجود ہر چیز چھین لیتے ہیں۔

(5) وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ جب ان کے حکمران اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور اللہ نے جو اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس میں لڑائی ڈال دیتا ہے۔ [سنن ابن ماجہ: باب العقوبات]

افتراقِ امم

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر ۷۱ فرقوں میں منقسم ہوئے اور میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ: باب افتراق الامم) سیدنا حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنے پیدا ہونگے ان کے دروازوں پر جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے ان میں سے کسی کے پیچھے لگنے سے بہتر ہے کہ تو کسی درخت کی جڑیں چباتے ہوئے اللہ سے جا ملے۔ [سنن ابی داود: باب ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا] ان احادیث میں گمراہ فرقوں کی طرف اشارہ ہے۔ ہر زمانہ میں ایسے گمراہ فرقے پیدا ہوتے رہے ہیں جو باطل کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے تھے، خود بھی گمراہ تھے اور لوگوں کو بھی گمراہی میں دھکیلنے والے تھے۔

فتنوں کے دور میں اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرو

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ سیدنا ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ انسان کا بہترین مال بھیڑ بکریاں ہو جائیں اور وہ ان کو لے کر ایک مسلمان پہاڑ کی چوٹیوں کی تلاش میں رہے گا اور بارش والی جگہوں کی تلاش میں رہے گا اور وہ اپنا دین فتنوں سے بچا کر لے جائے گا۔ [صحیح بخاری: باب من الدین الفرار من الفتن]

یعنی ہر طرف فتنے، مفسادات، لڑائیاں، جنگیں اور خود غرضیاں ہیں تو اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر آبادی میں رہوں گا تو کوئی نہ کوئی مجھے اپنی طرف کھینچ لے گا اور پھر میں بھی ان فتنوں اور خانہ جنگیوں میں مبتلا ہو جاؤں گا تو اپنے آپ کو ان فتنوں اور خانہ جنگیوں سے الگ رکھتا ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر اپنا ڈیرہ ڈال دیتا ہے اور کسی کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ جب عام لوگوں کے ساتھ رہنے میں اپنے ایمان کو خطرہ ہو تو گوشہ نشینی اختیار کرنا جائز ہے۔

☆......☆......☆

علامہ محمد ابراہیم خادم قصوریؒ

محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

مارچ 1992ء کی بات ہے رمضان المبارک کا پُر رحمت مہینہ سایہ فگن تھا۔ انہی دنوں جامع مسجد محمدی اہلحدیث نثار کالونی فیصل آباد میں عظمت قرآن کانفرنس منعقد ہوئی جو رات گئے تک جاری رہی۔ ان دنوں اس مسجد کے خطیب مولانا حکیم ثناء اللہ ثاقب تھے جن سے ہمارے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ کانفرنس کے اختتام پر میں اپنے دوست حافظ قاری احمد نواز صابر (آف بھکر) کے ہمراہ محمدی مسجد کے مین دروازے پر کھڑا تھا کہ ہمارے سامنے ایک کار آ کر رُکی اور اس میں سے تین آدمی باہر نکلے۔ ایک صاحب جو اپنی وضع قطع اور بود و باش سے کوئی اونچی ہستی معلوم ہوتے تھے۔ ہماری جانب بڑھے، درمیانہ قد، خوبصورت نقش، چھدری داڑھی جو سیاہ بالوں کا مجموعہ، چمکتی روشن آنکھیں، سر پر قراقلی ٹوپی، اعتدال کے سانچے میں ڈھلا ہوا جسم، شلوار اور قمیض زیب تن۔ انھوں نے السلام علیکم کہہ کر ہاتھ مصافحے کے لیے ہماری طرف بڑھایا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے بولے: محمد ابراہیم خادم قصوری۔

ان کے نام اور خطابت کے چرچے میں نے سن رکھے تھے اور بالمشافہ ان سے میری پہلی ملاقات تھی۔ ہم نے ان کو اور ان کے رفقاء کو مسجد میں بٹھایا، اُن کے دریافت کرنے پر میں نے بتایا کہ جماعت غرباء اہلحدیث اور مولانا عبدالرحمٰن سلفی حفظہ اللہ سے تعلق اور محبت رکھتا ہوں، لکھنے پڑھنے کا بھی کچھ شوق اور ذوق ہے۔ جماعتی رسائل بالخصوص صحیفہ اہلحدیث کراچی اور ترجمان السنہ لاہور میں میرے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس پر علامہ صاحب فرمانے لگے میں بھی پانچ سال محمدی مسجد کراچی میں پڑھا ہوں اس کا مطلب ہے کہ تمھارا اور ہمارا "پیر خانہ" ایک ہی ہے۔ یہ ایک مختصری مجلس تھی جس میں ان سے یہ باتیں ہوئیں۔ نماز فجر کے بعد انھوں نے درس قرآن ارشاد فرمایا اور اس میں حدیث نبوی کے چار موتی بیان کیے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس وقت ان کی خطابت جوبن پر تھی۔ جب وہ قرآنی آیات پڑھتے، احادیث رسول سناتے تو فضا سبحان اللہ کی دلنواز صداؤں سے گونج اٹھتی۔ ایک گھنٹہ انھوں نے قرآن و حدیث کے جواہر پاروں سے سامعین کے دامن خوب بھرے، یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے ان کا وعظ سنا اور جیسا ان کے بارے میں سنا تھا ویسا ہی پایا۔ اس کے بعد ان سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا جو ان کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے تک قائم رہا۔

علامہ صاحب جہاں بھی ملے نہایت محبت و تکریم سے پیش آئے جامع القدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور، جامع مسجد اہلحدیث نہر بازار سمندری اور فیصل آباد میں علامہ صاحب سے یادگار ملاقاتیں ہوتی رہیں بعض مرکزی سالانہ کانفرنسوں میں ان کا خطاب سماعت کرنے کا موقع ملا۔ ستمبر 1996ء میں سمندری کی سالانہ اہلحدیث کانفرنس میں گول بازار دور تک فرزندان توحید کا جم غفیر تھا۔ علامہ صاحب نے سیرۃ النبی ﷺ کے عنوان پر خطاب شروع کیا۔ جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و وحدت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت میں اپنی تیار کردہ مخصوص گردان پڑھنا شروع کی تو سامعین وفور محبت سے جھوم اُٹھے۔ خطیبانہ لہجے اور پُرسوز آواز میں انھوں نے لوگوں کو خوب محظوظ کیا۔ نومبر 2001ء میں ہمارے بزرگ دوست ڈاکٹر عبدالواحد مرحوم کی دعوت پر فیصل آباد تشریف لائے اور محمدی مسجد اہلحدیث نثار کالونی میں اڑھائی گھنٹے تاثیر قرآن پر ایمان افروز وعظ فرمایا ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے بلبل چہک رہا ہے، ریاض رسولؐ میں۔

14 اگست 2001 کو علامہ صاحب استحکام پاکستان کانفرنس

میں شرکت کے لیے فیصل آباد تشریف لائے اور آپ نے بہت بڑے اجتماع کو اپنی خطابت سے مسحور کیا۔ راقم الحروف بعد میں ان کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا تو بڑے مسرت آمیز انداز میں ملے اور اپنی کتاب ''مقالات خادم قصوری'' اپنے دستخطوں سے عنایت فرمائی۔ 29 مئی 2010 کو آپ فیصل آباد آئے اور شرف ملاقات سے مستفید فرمایا اور جاتے ہوئے اپنی کتاب ''کنزمکہ'' بطور تحفہ دی۔ اس کے شروع میں سادہ صفحہ پر لکھا ''الاصدقاء'' عزت مآب مؤرخ اہلحدیث برادرم مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب فیصل آباد...... دعاگو: پروفیسر خادم قصوری 29-05-2010

بلاشبہ علامہ خادم قصوری صاحب دور حاضر کے بلند پایہ خطیب، مصنف، نقاد، سیاستدان اور عالم دین تھے۔ وہ پیار ومحبت کی زبان میں بات کرتے اور فرقہ پرستی سے ہٹ کر لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیم دیتے۔ توحید وسنت کا پرچار اور اتحاد اُمت ان کا مشن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ تفسیر قرآن اور علوم الحدیث سے پوری آگاہی تھی۔ اردو، عربی، فارسی زبان سے آشنا اور انگریزی کے بھی رمز شناس تھے۔ مختلف شعراء کا اردو، عربی، پنجابی اور فارسی کلام انھیں ازبر تھا۔ جو کچھ انھوں نے پڑھا وہ انھیں مستحضر تھا۔ علم وادب اور دین سے انھیں حد درجے شیفتگی تھی۔ آئندہ سطور میں ہم ان کی تبلیغی وتصنیفی جماعتی اور سیاسی خدمات بیان کریں گے۔

علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری 9 مئی 1956ء کو کوٹرادھاکشن کے نواحی قصبہ موضع بت ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام میاں رسول خاں میواتی ہے جو نیک انسان تھے جبکہ والدہ کا نام رحمت بی بی تھا جو دینی تعلیم سے بہرہ ور تھیں۔ وہ نہایت عابدہ، زاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں انھوں نے دینی تعلیم دہلی کے مدرسہ للبنات صدر بازار سے حاصل کی تھی۔ یہ مدرسہ جماعت غرباء اہلحدیث کے بانی مولانا عبدالوہاب محدث دہلویؒ نے قائم کیا تھا۔ اس میں بنات اسلام کو ترجمۃ القرآن اور حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی۔ علامہ قصوری نے ابتداء میں اپنی والدہ محترمہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا اور گاؤں کے سکول میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

سب سے پہلے اپنے جامعہ قدوسیہ المعروف دارالحدیث محمدیہ کوٹرادھاکشن پہنچے۔ یہ مدرسہ مولانا عبدالقدوس کوڑگانوی مرحوم نے قائم کیا تھا۔ یہاں تین سال میں آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھیں اس کے بعد ایک سال مدرسہ محمدیہ ریناله خورد میں مولانا حافظ شفیق الرحمٰن لکھوی اور مولانا حافظ عزیزالرحمان لکھوی مرحوم سے اکتساب علم کیا۔ اسی دور میں جماعت غرباء اہلحدیث کے امام ثالث مولانا حافظ عبدالغفار سلفیؒ کے ہمراہ پنجاب کے دورے پر آئے۔ وہ کوٹرادھاکشن اور اس کے گردونواح میں بھی گئے اور جماعتی احباب سے ملے، انھوں نے تقریریں بھی کیں۔ ایک تبلیغی جلسے میں طالب علم محمد ابراہیم نے نظم پڑھی۔ مولانا عبدالغفار سلفی نے ان کی ذہانت اور علمی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر انھیں اپنے مدرسے عربیہ الاسلامیہ دارالسلام محمدی مسجد کراچی میں تعلیم حاصل کرنے کی دعوت دی۔

چنانچہ دینی مدارس میں جب تعلیمی سال شروع ہوا تو مولانا خادم صاحب اپنے والدین کی تمام محبتوں کو چھوڑ کر کراچی چلے گئے اور محمدی مسجد میں قائم مدرسہ عربیہ الاسلامیہ میں پانچ سال تک زیر تعلیم رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ انھوں نے جن اساتذہ کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا ان کے نام یہ ہیں: مولانا عبدالجلیل خاں جھنگوی، مولانا امام عبدالغفار سلفی، مولانا مفتی عبدالقہار سلفی، مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا محمد سلیمان جوناگڑھی، مولانا قاری عبدالحکم کرم الجلیلی اور مولانا عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت غرباء اہلحدیث۔

علامہ خادم قصوری صاحب نے کراچی بورڈ سے فاضل عربی اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ لاہور بورڈ سے او، ٹی اور اے ٹی اور ایف اے کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی اور بہاولپور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کیا۔ علامہ خادم قصوری زمانہ طالب علمی سے ہی وعظ وخطابت کے میدان میں پُرجوش تھے۔ انھوں نے مطالعہ محنت اور لگن سے خطابت کے رموز واوقاف سے آگاہی حاصل کرلی اور ان کا شمار جماعت کے معروف خطباء میں ہونے لگا تھا۔ بلاشبہ علامہ خادم قصوری کا شمار جماعت کے بلند آہنگ اور خوش گفتار خطباء میں ہوتا تھا۔ وہ اپنی خطابت کے جوہر سے منتشر اور بکھرے مجمعے کو قابو کرنا جانتے تھے۔ علامہ صاحب مستقل طور پر اپنے قائم

کردہ جامعہ ابراہیمیہ منڈی کنگن پور ضلع قصور میں خطبہ جمعۃ المبارک پڑھاتے تھے۔ انھیں سننے کے لیے بلاتفریق مسلک تمام مکاتب فکر کے لوگ جوق در جوق آتے تھے۔

علاوہ ازیں علامہ خادم قصوری کراچی 5 سال، لاہور ایک سال گوجرانوالہ دو سال، ڈسکہ ضلع سیالکوٹ دو سال اور جامع مسجد قریہ اہلحدیث قصور میں عرصہ دراز تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کے خطابات کے چند معروف عنوانات یہ تھے: ہجرت مصطفیٰؐ، شان ابوبکر صدیقؓ، شان عمر فاروقؓ، توحید باری تعالیٰ، ولادت مصطفیٰؐ، جمال مصطفیٰؐ، کمال مصطفیٰؐ، معراج مصطفیٰؐ، معجزات مصطفیٰؐ، ابتلائے مصطفیٰؐ، دختران مصطفیٰؐ، ذکر مصطفیٰؐ، مدینہ مصطفیٰؐ، خوشبوئے مصطفیٰؐ، درود مصطفیٰؐ، اخلاق مصطفیٰؐ، شفاعت مصطفیٰؐ، رحمت خداوندی، شان قرآن مجید، نماز کی فضیلت، صبر ایوبؑ، موت کا منظر، شفاعت مصطفیٰؐ، جہنم کا عذاب، ذکر الٰہی، شان عثمان غنیؓ، شان علی المرتضیٰؓ، سیدنا بلالؓ کی شان، سیرت ابراہیمؑ، سیرت موسیٰؑ، یونسؑ کا واقعہ اور شان اولیاء، واقعہ کربلا، ماں کا مقام، شان فاطمۃ الزہراءؓ، شان مائی مریم و عیسیٰؑ، شان ام المومنین عائشہ صدیقہؓ، علم کی فضیلت، واقعہ یوسفؑ و زلیخا، شان رمضان المبارک، حج بیت اللہ، جہاد کی فضیلت، اسماعیلؑ کی قربانی، واقعہ سلیمانؑ اور بلقیس، خاوند کے حقوق، بیوی کے حقوق قابل ذکر ہیں۔

علامہ خادم قصوری 1997ء سے گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم میں بطور اسلامیات کے لیکچرار خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ ان کے لیکچرز بڑے علمی اور تحقیقی ہوتے تھے۔ آپ اپنے تبحر علمی سے طلباء کو پوری طرح مستفید کرتے اس اعتبار سے بحیثیت پروفیسر ان کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ علامہ خادم قصوری کو تحریر و نگارش سے بھی خاص دلچسپی تھی۔ ان کے مضامین و مقالات جماعتی اور قومی رسائل و اخبارات میں اشاعت پذیر ہوتے تھے۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی ان کی کاوشیں قابل قدر ہیں اب تک انھوں نے جو کتب تالیف کی ہیں ان کی تفصیل اور تعارف یہ ہے:

(۱) مقالات خادم قصوری (حصہ اول): یہ کتاب ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہے۔ مقالات کا دلآویز مجموعہ خطباء کے لیے بڑی مفید ہے۔ یہ مقالات 1998ء میں طبع ہوئے اس کے صفحات کی تعداد 176 ہے۔

(۲) مسک المدینہ: یہ کتاب علامہ صاحب کے 24 خطبات کا دلنشین مجموعہ ہے اس کا ایک ایک حرف محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معطر اور صحابہ کرامؓ کے فضائل پر مشتمل ہے اس کی اشاعت 2002 میں ہوئی اور اس کے 304 صفحات ہیں

(۳) کنز مکہ: یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے اس میں عظمت بیت اللہ، سیرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام، مسنون دعائیں یہ کل نو خطبات ہیں۔ اس کے علاوہ چار زبانوں میں ابیات اور مصنف کے حالات زندگی ہیں اس کتاب کے صفحات کی تعداد 336 ہے اور 2007 میں طبع ہوئی ہے۔

(۴) عقیدۂ مسلم: یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی عربی تصنیف ''اصول الدین الاسلامی'' کا اردو ترجمہ ہے جو علامہ صاحب کے رواں قلم سے ہوا اور یہ شائع شدہ ہے۔

پروفیسر علامہ خادم قصوری نے وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کی ہنگامہ خیزیوں کے ساتھ ساتھ وطن عزیز پاکستان کی ملی و دینی اور مسلکی تحریکات میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔ جن دنوں تحریک ختم نبوت 1973ء کا آغاز ہوا اس وقت علامہ خادم قصوری مدرسہ عربیہ الاسلامیہ دار السلام محمدی کراچی میں زیر تعلیم تھے۔ انھوں نے اس وقت حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جمعیت اہلحدیث کراچی کی نمائندگی میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور 21 دن کراچی جیل میں قید رہے۔ اس طرح انھوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کیا۔ سیاست سے بھی خادم قصوری کو حد درجہ دلچسپی تھی اور وہ اس میں آبلہ پا ہوئے۔

ایک بار انھوں نے کنگن پور میں صوبائی سیٹ پر الیکشن میں حصہ لیا اور اس کا نتیجہ وہی نکلا جو عام طور پر علمائے کرام کے ساتھ ہوتا ہے۔ منڈی کنگن پور میں انھوں نے ''جامعہ ابراہیمیہ'' کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کر رکھا تھا۔ علامہ خادم قصوری برصغیر پاک و ہند کے چار خاندانوں لکھوی خاندان، روپڑی خاندان، مولانا عبدالستار محدث دہلوی خاندان اور پروفیسر ساجد میر کے خاندان کے علماء و اکابرین سے دلی محبت کرتے اور ارادت مندانہ تعلقات رکھتے تھے۔ نفسا نفسی کے اس دور میں جب ہر شخص دنیاداری

کی اُلجھنوں اُلجھا دکھائی دیتا ہے۔

علامہ خادم قصوری علمائے کرام، اکابرین جماعت اور مسلکی افراد سے برابر رابطہ رکھتے تھے۔ 2007 سے وہ ہیپا ٹائٹس جیسے مہلک مرض میں مبتلا تھے۔ بیماری کی شدت نے اُن کو بہت متاثر کیا اور ایک اچھا خاصہ صحت مند آدمی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کے رہ گیا تھا۔ بیماری کی شدت کے باوجود وہ عزم وہمت سے دعوت وتبلیغ اور درس وتدریس کے کاموں میں مصروف عمل رہے۔ دور دراز کے علاقوں میں انھوں نے اپنی مسحور کن خطابت سے جلسوں کی رونق کو دوبالا کیا۔ گلشن رسالت کا یہ بلبل ہزارداستاں 20 گھنٹے مسلسل بے ہوش رہنے کے بعد 14 اگست 2012 کی دوپہر ساڑھے گیارہ بجے لاہور کے ایک ہسپتال میں زندگی کی بازی ہار گیا اس دن 25 رمضان المبارک 1433 ہجری تھی۔ اگلے روز ساڑھے دس بجے ان کی نماز جنازہ کنگن پور میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے امیر پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے اور کنگن پور کی تاریخ کا یہ عظیم الشان جنازہ تھا۔ مقامی قبرستان میں علامہ صاحب کی تدفین ہوئی اور انھیں سپرد خاک کیا گیا اور قبر پر دعا ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالمجید خادم نے کی۔ اب ایک خط ملاحظہ فرمائیں جو انھوں نے مجھے اپنی آپ بیتی (حالات زندگی) پر مشتمل کتاب ''المسک المختوم'' (مہربند کستوری) کے ساتھ ملحقہ لکھا تھا۔ آپ رقمطراز ہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..........وبعد!

بندۂ فقیر کی طرف سے مہربند کستوری قبول فرمائیں اور اپنے زور قلم سے احباب کو حاصل کرنے کی رسائل وجرائد کے توسط سے توجہ دلائیں، اللہ سے اجر عظیم ہے حذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب   والسلام ودعا گو

بندۂ مسکین

پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری مرکزی نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان بلاشبہ جماعت کا عظیم الشان اثاثہ تھے۔ بشر ہونے کے ناطے یقیناً ان میں کوتاہیاں ہوں گی لیکن اگر ان کی دینی خدمات اور مسلکی مساعی کو دیکھا جائے تو وہ لائق اعتنا ہیں۔ ہم عاجز بندے صدق دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ علامہ خادم قصوری مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے اور انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے (آمین) علامہ خادم قصوری نے اپنے پیچھے بیوہ، بیٹی اور ایک بیٹا مولانا محمد اسحٰق خادم قصوری اور ہزاروں عقیدت مند سوگوار چھوڑے ہیں، صاحبزادہ محمد اسحٰق خادم دینی ودنیوی تعلیم سے آراستہ ہے۔ ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات ہے۔ انھوں نے اپنے والد علامہ خادم پر ان کی زندگی میں ایک کتاب ''المسک المختوم'' مرتب کی جو شائع شدہ ہے اور آپ جامعہ ابراہیمیہ کے مدیر بھی ہیں۔

ضرورت برائے خادم

علوم اسلامیہ کی عظیم دینی درسگاہ ''جامعہ اہلحدیث لاہور'' میں ایک عدد خادم کی ضرورت ہے۔ معاوضہ حسب لیاقت دیا جائے گا خواہش مند حضرات رابطہ کریں۔

[منجانب: قاری فیاض احمد 0300-4167882]

جنت میں گھر بنائیں

﴿مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾

''جو اللہ کے لیے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اُسکے لیے جنت میں گھر بناتا ہے''

مناواں جی ٹی روڈ لاہور کے بالکل قریب جماعت اہلحدیث اور حاجی نذیر احمد کی زیر نگرانی دو کنال کے وسیع وعریض رقبہ میں مسجد تعمیر کی جاری ہے، چھت پر لینٹر ڈالنے کے لیے بجری، ریت، سیمنٹ، سریا کی اشد ضرورت ہے۔ اہل خیر حضرات وخواتین سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ مسجد کی تعمیرات میں دل کھول کر عطیات دیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں آپ کا حامی وناصر ہو آمین [منجانب: نعیم احمد 0321-9794129]

دعائے صحت کی پرزور اپیل

جماعت اہلحدیث کے معروف عالم دین قاری محمد حنیف ربانی صاحب کا ناندلیانوالہ جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہونے سے بازو فریکچر ہو گیا ہے۔ قارئین کرام سے دعائے صحت کی پرزور اپیل ہے۔

[منجانب: جماعت اہلحدیث میر محمد]

نیکیوں میں سبقت

مولانا عبداللطیف حلیم

((عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال بادروا بالأعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینہ بعرض الدنیا)) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے جو شب تاریک کے مختلف ٹکڑوں کی طرح رونما ہوں گے، صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ وہ (اس طرح کہ) اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے عوض بیچ دے گا۔ [صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرۃ بالأعمال قبل تظاھر الفتنۃ حدیث:۱۱۸]

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((صلیت وراء النبی ﷺ بالمدینۃ العصر فسلم ثم قام مسرعا فتخطی رقاب الناس الی بعض حجر نسائہ ففزع الناس من سرعتہ فخرج علیھم فرأی انھم قد عجبوا من سرعتہ قال ذکرت شیئا من تبر عندنا فکرھت ان یحبسنی فأمرت بقسمتہ)) میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ سلام پھیرنے کے بعد جلدی سے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی ازدواج میں سے کسی کے گھر چل دیے۔ لوگ آپ کے اس طرح جلدی جانے سے گھبرا گئے۔ آپ (دوبارہ) صحابہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے محسوس کیا کہ لوگوں نے آپ کے جلدی جانے پر تعجب کیا ہے تو آپ نے فرمایا: ہمارے پاس سونے کی ایک ڈلی تھی جو مجھے یاد آ گئی میں نے ناپسند کیا کہ اسے اپنے پاس روکے رکھوں۔ (اسی لیے جلدی سے جا کر) میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ [صحیح بخاری کتاب الاذان باب من صلی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاھم، حدیث:۸۵۱)]

گردنوں کو پھلانگ کر جانا ناپسندیدہ ہے، لیکن نیکی کے اس کام میں آپ نے اس قدر جلدی کی کہ خاص حالات میں اس کا جواز ثابت فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا: ((وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین (آل عمران:۱۳۳)) اپنے رب کی بخشش کی طرف جلدی کرو اور جنت کی طرف بھی کہ جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی طرح ہے، متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔ ایمان اسی کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جنت حاصل کرنے کے لیے فاستبقوا الخیرات کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ((قال رجل للنبی ﷺ یوم احد ارأیت ان قتلت فاین انا؟ قال فی الجنۃ فالقی تمرات کن فی یدہ ثم قاتل حتی قتل)) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: جنت میں۔ اس کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں اس نے وہ پھینک دیں۔ قتال کرتے کرتے شہید ہو گیا۔ [صحیح بخاری کتاب المغازی، باب غزوۃ أحد، حدیث:۴۰۴۶]

نیکیوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ، بخشش باری تعالیٰ حاصل کرنے کا اشتیاق، جنت پانے کا یہ کیسا انمول نمونہ ہے کہ صحابی رسول نے اس کے لیے جان کی بھی بازی لگا دی۔ یہ عمل وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہے۔ آخرت کا ڈر موجود ہے۔ ایک دنیا کا لالچی شخص ایسا نہیں کر سکتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی، یا رسول اللہ اجر کے اعتبار سے کون سا صدقہ افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: ((ان تصدق وانت صحیح شحیح تخشی الفقر وتأمل الغنی ولا تمھل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت: لفلان کذا ولفلان کذا، وقد کان لفلان)) تیرا اس وقت صدقہ کرنا (افضل ہے) جب تو تندرست وتوانا ہو، مال کی حرص دل میں ہو (کہ خرچ کرنے سے) تو فقر سے ڈرے اور (اپنے پاس جمع رکھنے سے) تونگری کی امید ہو، اور تو صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کر یہاں تک کہ جب روح گلے تک پہنچ جائے تو تو کہے فلاں کے لیے اتنا فلاں کے لیے اتنا، جب کہ وہ فلاں وارث کا ہو چکا۔ [صحیح بخاری کتاب الزکوۃ، باب فضل صدقۃ الشحیح الصحیح، حدیث:۱۴۱۹]

نیکیوں میں سبقت کرنا اور ہر وقت نیکی میں آگے بڑھنا بھی مداہنت کا شکار نہ ہونا ہی اصل صراط مستقیم اور راہ جنت ہے۔ موت کے آنے سے قبل کسی بھی نیکی سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاستبقوا الخیرات کا راستہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعتی خبریں

فاضلین جامعہ کنونشن

جامعہ اشاعۃ الاسلام 149/c.b عارف والا ضلع پاکپتن جماعت کا معروف قدیمی ادارہ ہے جو نصف صدی سے تشنگان علوم نبوت کو سیراب کر رہا ہے۔ اس ادارہ میں شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی حفظہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا رفیع الدین فردوسی رحمۃ اللہ نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ ادارہ مقامی جماعت اور اہل علاقہ کے تعاون سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ اسی جامعہ کے فاضل مولانا ساجد الرحمن جامعہ کے ناظم اور مدیر التعلیم ہیں۔ شعبہ تحفیظ القرآن، تجوید و قرأت، درس نظامی اور مڈل تا ایم کے شعبہ جات بڑی خوش اسلوبی سے جاری ہیں۔ 8 مارچ بروز ہفتہ صبح 9:00 بجے جامعہ اشاعۃ الاسلام کے فاضلین کا ایک عظیم الشان کنونشن منعقد ہوا جس میں جامعہ کے طلبہ نے تلاوت اور حمد و نعت کی سعادت حاصل کی۔ مولانا قاری محمد حسن سلفی نے طلبہ علوم دینیہ کے فضائل و مناقب بیان کیے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ہزاروی حفظہ اللہ نے علم کی فضیلت مادر علمی کی خدمت اور تعلق کے موضوع پر علمی درس دیا۔ آخر میں ناظم جامعہ مولانا ساجد الرحمن نے کارگزاری بیان کی اور کہا کہ 1990ء کے بعد اب تک 500 سے زائد طلبہ حفظ و درس نظامی سے فراغت حاصل کر چکے ہیں اور اس وقت تمام شعبہ جات میں 200 کے قریب طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ انھوں نے فاضلین جامعہ سے مستقل رابطہ رکھنے پر بہت زور دیا۔ یہ عظیم الشان شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ہزاروی صاحب کے دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوا اور تمام علمائے کرام کے اعزاز میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

[رپورٹ: قاری محمد حسن سلفی جنرل سیکرٹری اہلحدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال]

امیر ضلع اوکاڑہ کی رفقاء سمیت بصیر پور شہر میں آمد

گذشتہ دنوں امیر جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ حکیم حافظ خبیب حسن بھٹی اور ان کے ہمراہ میاں ظفر اقبال وٹو نائب ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ حافظ محمد احمد خطیب جامع مسجد محمدی اہلحدیث بصیر پور کی دعوت پر جامع مسجد محمدی اہلحدیث بصیر پور شہر میں تشریف لائے۔

جہاں حافظ محمد احمد اور ان کے رفقاء نے پُرجوش انداز میں استقبال کیا اور اھلاً و سھلاً مرحبا کہا۔ نماز ظہر کے بعد حکیم حافظ محمد خبیب حسن بھٹی نے جماعت اہلحدیث کا تعارف کرواتے ہوئے کہا جماعت اہلحدیث محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے کام کر رہی ہے اور ہم پر اللہ کا احسان ہے کہ وہ ہم سے دین کا کام لے رہا ہے۔ ہمارا اللہ پر کوئی احسان نہیں کیونکہ اللہ تو غنی و بے پرواہ ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ ساری کائنات اُس کی محتاج ہے بعد ازاں حلقہ بصیر پور میں جماعت اہلحدیث کی تنظیم سازی خوش اسلوبی اور باہمی مشاورت سے تشکیل دی گئی جو کہ درج ذیل ہے: میاں وسیم نبی وٹو بازید کا کھوے جیمل کو امیر، حافظ محمد سلیم کو بصیر پور شہر کے نائب امیر، حافظ محمد احمد خطیب مسجد ہذا کو ناظم اعلیٰ، چوہدری انعام الحق کو بصیر پور کا نائب ناظم اعلیٰ، قاری محمد فاروق کو ناظم تبلیغ، حافظ محمد جاوید صدیق کو نائب ناظم، چوہدری محمد رمضان کو ناظم مالیات، مولانا محمد اسلم اور ماسٹر ظفر اقبال کو ناظم شعبہ تعلیم، سرپرست اعلیٰ میاں عبدالحفیظ وٹو کو نامزد کیا گیا۔ بعد میں حافظ محمد احمد نے نہایت پرتکلف انداز میں کھانا پیش کیا اور نماز عصر کے بعد امیر صاحب کی دعائے خیر سے اجلاس کا اختتام ہوا۔

[منجانب: مولانا محمد اسلم، ماسٹر محمد ظفر اقبال ناظم شعبہ تعلیم بصیر پور اوکاڑہ]

دعائے مغفرت

اُستاذ القرآء قاری محمد ابوبکر عثمانی مدیر جامعہ عثمانیہ نواب چوک گوجرانوالہ کی ہمشیرہ اور اُستاذ الحفاظ قاری لطف اللہ عاصم کی جواں سالہ بیٹی قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین کرام سے خصوصی طور پر دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے صحت

اُستاذ القرآء قاری محمد ابوبکر عثمانی مدیر جامعہ عثمانیہ نواب چوک گوجرانوالہ کا 6 سالہ بیٹا گرم پانی میں گر کر شدید زخمی ہو گیا ہے، آدھے سے زیادہ جسم کی جلد جل گئی ہے۔ تمام قارئین سے التماس ہے کہ تہہ دل سے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس ننھے بچے کو مکمل صحت یاب فرمائے۔ آمین

[منجانب: ناظم نشر و اشاعت تنظیم اتحاد القرآء اہلحدیث پاکستان]

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

الرحمۃ انسٹیٹیوٹ
واربرٹن، ننکانہ

اعلان داخلہ

انٹری ٹیسٹ
29
مارچ 2014ء
بروز ہفتہ
9 بجے صبح

ذہین اور پوزیشن ہولڈر بچوں کے والدین کے لیے عظیم خوشخبری

دارالسلام انٹرنیشنل کی سرپرستی میں منفرد تعلیمی و تربیتی نظام

آپ یقیناً چاہیں گے کہ آپ کا نونہال اسلامی ریسرچ سکالر، راسخ العقیدہ اور داعی الی اللہ ہو۔ صاحب کتاب اور صاحب قلم ہو۔ اردو، عربی، انگلش زبان میں لکھنا، پڑھنا اور بولنا جانتا ہو تو الرحمہ انسٹیٹیوٹ سے بہتر کوئی انتخاب نہیں۔

خصوصیات: • درس نظامی کے ساتھ میٹرک سے ایم اے تک ریگولر معیاری تعلیم • علوم اسلامیہ وعصریہ میں ماہر محقق اور تجربہ کار اساتذہ • 24 گھنٹے کا مرتب ٹائم ٹیبل • طلبہ کی ہر وقت تعلیمی وتربیتی رہنمائی • شاندار اور جامع لائبریری • عربی، انگلش لینگویج لیب • تعلیمی، تحریری اور تقریری مقابلوں کا اہتمام • ریسرچ سکالرز اور ماہرین تعلیم سے استفادے کے لیے ترقیتی پروگراموں کا انعقاد • جسمانی نشوونما کے لیے ورزش اور کھیلوں کا انعقاد • مطالعاتی وتفریحی ٹورز • ماہانہ ٹیسٹ اور کارکردگی رپورٹ سے آگاہی • حکومتی نظام تعلیم کے مطابق داخلہ اور تعلیمی دورانیہ۔

سہولیات: • پرسکون، خوبصورت کشادہ ماحول • تین وقت معیاری کھانا، شاندار ہاسٹل اور فری علاج معالجہ • صاف شفاف پانی کے لیے جدید فلٹریشن پلانٹ • پوزیشن ہولڈر طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف۔

شرائط: ① امیدوار مڈل پاس ہو، حافظ قرآن کو ترجیح ② داخلہ انٹری ٹیسٹ (تحریری و زبانی انٹرویو) کے ذریعے ③ تعلیمی اسناد و سرٹیفکیٹ، ب فارم/ شناختی کارڈ، والد/ سرپرست کے قومی شناختی کارڈ کی کاپی اور دو عدد پاسپورٹ سائز تصاویر ہمراہ لائیں۔

برائے رابطہ:
056-2794499, 0321-8840246, 0333-8229031